اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ہ

لی خمسۃ اطفی بھا حرالوبا الحاطمہ
المصطفیٰ والمرتضیٰ وبناھما والفاطمہ

اثبات پنجتن پاک علیہم السلام

حضرت مبلّغ اعظم مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ

ناشر

مکتبہ شیعہ دار التبلیغ گوجرہ ضلع لائلپور
پاکستان

گذارش!

کہا جاتا تھا۔ کہ بریلوی پیرو مرشد خواجہ قمرالدین سجادہ نشین سیال شریف ضلع سرگودھا بڑے عالم اور فاضل ہیں مگر انہوں نے پنجتن پاک سے انکار کر کے قرآن حکیم اور احادیث شریف سے اپنی سراسر جہالت کا ثبوت دے دیا۔ خدا خوش رکھے مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ صدر ادارہ تبلیغ شیعہ پاکستان کو جنہوں نے اس رسالہ اثبات پنجتن پاک میں بریلوی پیرو مرشد کے اس خیال باطل کی دھجیاں اڑاتے ہوئے قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ آیۃ تطہیر حضرات خمسہ نجبا علیہم السلام کیلئے ہی مخصوص ہے۔ اور پنجتن پاک آقائے نامدار محمد مصطفٰے ان کی اکلوتی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا امیر المومنین علی المرتضٰی اور حسنین شریفین ہی ہیں۔

ہم تو سمجھے تھے کہ اس زمانہ میں پنجتن پاک سے انکار کرنے والے صرف یہی بریلوی پیرو مرشد ہی ہونگے۔ مگر تنظیم اہلسنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے بھی پیرو مرشد کی ہاں میں ہاں ملا دی چنانچہ حضرت مبلغ اعظم مدظلہ نے قریشی صاحب کے فریب کو بھی براہین قاطعہ سے ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔

غیاث الدین جنرل سیکرٹری شیعہ ادارۃ التبلیغ گوجرہ

سیال شریف کی گدی کو چشمۂ طریقت ہونے کی شہرت بھی حاصل ہے اور موجودہ گدی نشین صاحب کو پیر مغاں ہونے کا دعوےٰ بھی ہے سلسلہ بیعتِ طریقت بھی حسبِ دستور روز و شب جاری ہے۔ مگر ہم نے نہ آپ کی تقریریں کبھی حقائق دیکھے نہ تحریریں مگر جھوک دیا کے مناظرہ میں آپ کی تقریر بھی سنی تھی اور اثنائے مناظرہ میں کچھ معقولات بھی دیکھے تھے، مگر علم باطن تو بالائے طاق علم ظاہر کی یہ کثرت تھی کہ سیرتِ حلبیہ کی نسبت بھی علم نہ تھا۔ کہ یہ کتاب اہلسنت کی ہے یا شیعہ کی انکار پر جب علامہ برہان الدین حلبی شافعی کا حلبی قلم نام کتاب کے ٹائیٹل پیج پر دکھایا گیا تو حضرت نے چپ سادھ لی تھی۔

اب ایک آپ کا مکتوب شریفہ بقیر کے پیش نظر ہے۔ جو آپ نے ۹ رمضان مبارک ۱۳۷۶ھ سیال شریف کے دار التعلق سے محمد اعظم مکان نمبر ۶۱ محلہ گڑھ گوجرہ ضلع لائلپور کے نام رقم فرمایا ہے اس کی عبارت قبل از جواب ملاحظہ فرمائیے۔

اصل مکتوب شریف از سیال شریف

باسمہٖ عزاسمہ

از سیال شریف۔ ۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ مراسلہ کاشف ایمہ ہوا۔ برادرا گذارش ہے کہ لفظ شیعہ قرآن و حدیث کی اصطلاح تو ہے نہیں نہ ہی سلف الصالحین سے مروی ہے بہت بعد میں ایرانی لغت اور اصطلاح ہے اس کے متعلق فقیر نے اپنے حضرت رضی اللہ عنہ سے

سنا ہے کہ اس سے مراد حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس اور حضور کے چار خلفاء کرام مراد ہیں۔ بعض جہلا اس سے حضور کی ذات اقدس اور حضرت علی اور حضرت حسنین اور حضرت مائی پاک (صاحبزادی صاحبہ) رضی اللہ عنہم اجمعین مراد لیتے ہیں ان جہلا کا اس طرح کہنا خلاف عقل و نقل ہے۔

(دعاگو محمد قمر الدین عفرلہ سیالوی)

الجواب

اس مکتوب شریف کا عام تر خلاصہ یہ نکلا کہ لفظ پنجتن پاک کی قرآن اور حدیث اور کلام سلف میں کوئی اصل موجود نہیں یہ "ایرانی اصطلاح" ہے اور اس ایرانی اصطلاح کا مطلب آپ کے حضرت صاحب کی معرفت چار خلفاء اور حضور اقدس ہیں نہ معلوم اس ایرانی اصطلاح کا یہ تصور آپ کے حضرت کو بذریعہ کشف معلوم ہوا یا اہل ایران نے اپنی مراد ان کو بتلا دی کیونکہ قرآن اور حدیث کی تو بقول آپ کے یہ اصطلاح ہی نہیں۔

دوسرا یہ بھی حضرت کے قول سے ثابت ہوا۔ کہ جو حسنین امامین شریفین کو پنجتن پاک میں شامل کرتے ہیں جاہل ہیں اور جو خلفاء ثلاثہ کو شامل کریں وہ محقق اور عالم ہیں اور پھر باایں ہمہ دعوئے محبت آل احمد مختار بھی ہے اور پنجتن پاک سے پیار اور خمسہ نجبا کی خصوصیت سے انکار بھی ہے۔

انچہ ما بعجبی است

اصل لفظ پنجتن پاک

لیجئے! ہم لفظ پنجتن پاک کی اصل از قرآن و حدیث بھی عرض کر دیتے ہیں اور حضرت کے علم و فضل کا انکشاف بھی کر دیتے ہیں۔ وھو ھذا۔

حضرات : لفظ "پنج" فارسی ترجمہ ہے خمسہ کا اور پاک ترجمہ ہے مطہر کا جن پانچ ہستیوں کے متعلق آیت تطہیر نازل ہوئی ہے وہ پنجتن پاک ہیں لیجئے حدیث ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فی وفی علی

حسن وحسین وفاطمۃ الزہراء انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس

اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ تفسیر ابن جریر ص۵ جلد ۲۲ مطبوعہ مصر تفسیر ابن

کثیر ص۴۸۵ ج۳ مطبوعہ مصر صواعق محرقہ ص۸۵ مطبوعہ مصر تفسیر مظہری ص۳۷۱

ترجمہ۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت تطہیر پانچ ہستیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ پانچ ایک میں محمد ہوں دوسرے علیؑ تیسرے حسنؑ چوتھے حسینؑ پانچویں فاطمہ علیہا السلام ہیں۔ انما یرید اللہ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالےٰ ارادہ کرتا ہے کہ رجس کو تم سے دور کرے اے اہلبیت اور پاک کر تم کو پاک کرنا۔

حضرات صاحب! یہ ہے لفظ خمسہ اور نزول آیۃ تطہیر اور مدنی تاجدار اور حیدر کرار حسن مجتبیٰ حسین شہید کربلا اور خاتون معظمہ علیہم السلام کے تن پاک۔ اب فرمائیے ایرانی اصطلاح ہے یا قرآن وحدیث کا بیان ہے؟ کتنا اچھا کہا۔ علامہ فضل بن روزبہان سنی نے ابطال الباطل میں دیکھو۔ حقائق الحق ص۱۴۲

علی اللہ فی کل الامور توکلی وبالخمس اصحاب

الکساء توسلی محمد المبعوث حقا وبنتہ وسبطیہ ثم

المقتدی المرتضیٰ علی رضا

ترجمہ:۔ کہ تمام امور میں میرا اللہ پہ توکل ہے چادر تطہیر کے مالک پنجتن پاک میرا وسیلہ ہیں یعنی پنجتن پاک میں سے ایک محمد ہیں کہ جن کو خدا نے حق کے ساتھ مبعوث بہ رسالت کیا اور ایک اکلوتی بیٹی فاطمہؑ اور سبطین حسنین ہیں۔ پھر مقتدائے اہل طریقت علی مرتضیٰ ہیں

لی خمستہ اطفی بھا حر الوباء الحاطمہ ٭ المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما الفاطمہ

کی دعا مشہور اور شفاعت میں لیا ہے۔ مگر خواجہ صاحب کو تعصب میں کچھ بھی نظر نہیں آیا افسوس! صد افسوس!!

چادر تطہیر میں پنجتن پاک

عن عائشۃ ام المومنین قالت اخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن والحسین فادخلھما معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا معھما ثم جاء علی فادخلہ معھم ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ مستدرک ص۱۴۷ جلد۳ ومسلم ص۲۸۳ جلد۲ اشعۃ اللمعات ص۶۹۳ ومشکوٰۃ ص۵۶۵

ترجمہ: حضرت عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور وقت صبح باہر تشریف فرما ہوئے آپ کے اوپر اس وقت ایک چادر تھی سیاہ بالوں کی۔ پس حسن اور حسین علیہما السلام آئے حضور نے اپنے ساتھ ان کو اس چادر میں داخل کیا۔ پھر جناب فاطمہؑ آئی۔ پس اس کو بھی ان دونوں کے ہمراہ داخل رداء مبارک فرمایا۔ پھر جناب علی علیہ السلام آئے۔ حضور نے ان کو بھی ان کے ہمراہ اپنے ساتھ کر

داخل چادر فرمایا۔ پھر کہا سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالے نے تم سے رجس دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اے اہلبیت اور تمہیں کامل طور پر پاک کرنے کا۔

اس حدیث میں لفظ معیت ذرا خواجہ صاحب کو ملاحظہ فرمالینا چاہیئے۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ حضور کیساتھ کن کی معیت ہے۔ علی، سیدہ، حسنین علیہم السلام کی یا ثلاثہ کی؟

روز مباہلہ پنجتن پاک

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابنائنا وابناءکم دعا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً و فاطمہ وحسنا وحسیناً فقال اللّٰھم ھولاء اھل بیتی۔

تفسیر کشاف صفحہ ۱۹۳ اشعۃ اللمعات صفحہ ۶۹۲ مشکوۃ صفحہ ۵۶۵ تفسیر حسینی صفحہ ۸۰ تفسیر جلالین صفحہ ۵۳ تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۶۰

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ اور حضرت سیدہ فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو بلا کر ساتھ لیا اور کہا اے اللہ تو گواہ رہ یہ ہیں میرے اہلبیت تفسیر کشاف میں ہے۔

کہ وفیہ دلیل لاشئ قوی منہ علی فضل اصحاب الکساء کہ خمسہ نجباء اصحاب [redacted]کی فضیلت پر یہ دلیل قوی ہے۔

تفسیر مظہری اور بیضاوی میں ہے کہ جب حضور مباہلہ میں آئے تو حسین مظلوم حضور کی بغل میں تھے اور حسن کو دوسرے ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا جناب سیدہ حضور کے پیچھے چلی آرہی تھی اور حضرت علی جناب سیدہ صلوۃ اللہ علیہا کے پیچھے آرہے

تھے۔ یعنی رسالت کے دونوں طرف گوشوارے امامت کے معلق تھے۔ نیچے عصمت سب سے نیچے شاہ ولایت چلے آرہے تھے۔ یہ ہیں پنجتن پاک۔

وجوب محبت پنجتن پاک

اخرج احمد الطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذا الایۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ھؤلاً الذین یجب علینا مودتھم قال علی فاطمہ وابناھما۔

صواعق محرقہ ص۱۶۱ تفسیر محی الدین ابن العرب ص۲۱۱ مطبوعہ بمبئی تفسیر مظہری ص۳۱۵ جلد ۸ تفسیر کبیر ص۲۹ جلد ۷ تفسیر حسینی ص۲۹۵ جلد ثانی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب آیت مودت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے پوچھا حضور یہ کون آپکے قریبی ہیں جن کی مودت اللہ نے ہم پر واجب فرمائی ہے فرمایا حضرت علیؑ اور فاطمہ اور ان دونوں کے دو بیٹے ہیں۔

تفسیر محی الدین ابن العرب ص۲۱۱ جلد دوم مطبوعہ بمبئی میں امام العارفین نے اس آیت کے تحت حقائق سے یوں پردہ اٹھایا ہے کہ۔

استثناء منقطع وفی القربیٰ متعلق بمقدار ی المودۃ الکائنۃ فی القربیٰ ومعناہ نفی الاجرا صلالان ثمرۃ مودۃ اھل قرابتہ عائدۃ الیھم لکونھا سبب نجاتھم اذا المودۃ تقتضی المناسبۃ الروحانیۃ المستلزمۃ لاجتماعھم فی الحشر کما قال علیہ الصلوٰۃ

والسلام المرء یحشر مع من احب فلا تصلح ان تکون اجر آ
ولا یمکن من تکدرت نفسه وبعدت عنهم مرتبة محبتهم
بالحقیقة ولا یمکن من تنورت روحه وعرف الله من احبه
اهل التوحید ان لا یحبهم لکونهم اهل بیت النبوة ومعادن
الولایة والفتوة محبوبین فی الغایة الاولی مربوبین للمحل
الاعلی ولا یحب هم الا من یحب الله ورسوله یحبه الله ورسوله
ولو لم یکونوا محبوبین من الله والبدایة احبهم رسول الله اذ
محبة عین محبته تعالی فی صورة التفصیل بعد کونه فی
عین الجمع وهم الاربعة المذکورون فی الحدیث
الآتی بعد الا تری ان له اولاداً اخرین وذوی قرابات
مراتبهم کثیرین لم یذکرهم یحرض الامة علی محبتهم
تعریفهم علی محبة هولاء وخص هولاء

کہ الا المودۃ کا استثناء منقطع ہے یعنی الا بمعنے لیکن ہے مستثنٰے مستثنٰے
منہ کی جنس میں داخل نہیں مطلب یہ ہے کہ میں اجر تبلیغ مانگتا ہی نہیں کیونکہ تبلیغ کا
اجر صرف خدا دے گا لیکن مودۃ فی القربٰے مانگتا ہوں۔ فی القربٰے کا جار مجرور
مقدر کے متعلق ہے کیونکہ ایسی مودت جو قربٰے میں ہو گی۔ معنے اس کا اجر کی مطلقا
نفی کرنا ہے کیونکہ مودت اہلبیت کا ثمرہ بھی خود محبان اہلبیت کو ہی ملے گا۔
کیونکہ محبت اور مودۃ مناسبت روحانیہ کا تقاضا کرتی ہے اور مناسبت روحانیہ
محب ومحبوب کے اجتماع فی الحشر کو مستلزم ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا۔

المرء مع من احب انسان روز حشر اس کے ساتھ ہوگا جس کی محبت کرے گا۔
پس مودت اہلبیت حضور مومن کے لئے نافع ہوئی اور حقیقت یہ ہے۔ کہ جس کی روح مکدر ہو چکی ہے اور اس کا مرتبہ ان سے دور ہو چکا ہے اس کو ان کی محبت کرنا ممکن ہی نہیں۔ یعنی بدطینت بدفطرت بعید از آل محمد ان کی محبت کر سکتا ہی نہیں۔ اور جس کی روح منور ہو چکی ہے اور اس نے معرفت خداوندی حاصل کی اور اللہ کا محب ہوا اہل توحید سے اس کے لئے ممکن ہی نہیں۔ کہ ان کی محبت نہ کرے کیونکہ وہ اہلبیت نبوۃ اور معدن ولایت اور نبوت ہیں۔
عنایت اولی میں وہی محبوبان خدا ہوئے اور انوار کے محل اعلیٰ میں انکی تربیت ہوئی۔ بنا بریں ان کی محبت وہی کرے گا جو محب خدا و رسول ہوگا اور اللہ و رسول بھی اس سے محبت کرینگے، اگر وہ عالم انوار میں محبوب خدا نہ ہوتے تو رسول اللہ ان سے کیوں محبت کرتے۔ کیونکہ صورت تفصیل حضور کا کسی سے محبت کرنا خدا کا محبت کرنا ہے، کیونکہ حضور کی محبت عین محبت خدا ہے۔
عین جمع یعنی جس سے حضور عالم تفصیل میں محبت کرینگے، عین جمع میں وہ خدا کا محب ہوگا اور وہ چار ہستیاں ہیں جنکی محبت کا حضور نے حکم دیا۔ علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام جیسا کہ حدیث میں آئندہ آجائے گا۔ حالانکہ آپ کی اور اولاد بھی تھی، اور اپنے اپنے مراتب میں دیگر اعزا اقارب بھی موجود تھے۔ لیکن حضور نے نہ ان کے فضائل کا تذکرہ فرمایا۔ نہ امت کو ان کی محبت پر رغبت اور حرص دلائی جیسا کہ ان کی محبت پر امت کو برانگیختہ کیا۔ اور ان کی تخصیص در تخصیص فرمائی۔ یعنی معلوم ہوا۔

اول مخلوق اول لہذا اول عنایت اول میں یہی خدا کے محبوب تھے، محل اعلےٰ کے مرغوب بنا بریں ان کو بھی اہلبیت نبوت اور معادن ولایت ہونے کا شرف بخشا۔ شیخ اکبر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہلبیت نبوت یہی خمسہ نجبا ہیں۔ مگر چونکہ قرابت قریبیہ مزاجیہ کی متقاضی ہے اور تناسب امزجہ جنسیہ روحانیہ کا تقاضا کن ہے لہذا ان کی وہ اولاد جو من کل الوجوہ ان کے نقش قدم پر چلی - حکماً وہ بھی داخل محبت ہوئی یعنے دیگر آئمہ ان کے حکم میں داخل ہیں۔ ان کی محبت بھی واجب ہے۔

یہ ہے شیخ اکبر کی تحقیق عمیق۔ اب پیر سیالوی سے کون پوچھے کہ حضرات ثلاثہ کو جب یہ خواص حاصل نہیں تو داخل پنجتن پاک کیسے ہوئے؟ یہ شرف تو بقول شیخ اکبر حضور کی دیگر اولاد اور اعزہ و اقارب کو بھی حاصل نہیں۔

سیالوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ مسند ارشاد پر بیٹھنے سے پہلے کتب صوفیا اور کلام عرفاء پر نظر کر لیتے تاکہ مریدین بیچارے مقام تیہہ میں عمریں نہ ضائع کرتے اب فرمائیے۔ جس کو پنجتن پاک کی معرفت نہیں اس کو خدا کی کیا معرفت ہو گی؟ جس کو خدا کی معرفت نہیں وہ پیر طریقت کیسا؟ سچ ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

اور تفسیر مظہری صفحہ ۲۲۲ جلد ۸ سورہ شوریٰ میں ہے کہ اہل بیت کی محبت اس لئے واجب ہوئی ہے کہ حضور خاتم النبین ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ علماء ظاہر اور علماء باطن حضور کے قائم مقام ہو کر کام کرینگے، اور علماء ظاہر اور باطن کے

علم کا منبع اہلبیت ہیں۔

لانّ علیاً رضی اللہ عنہ ھو الائمۃ من اولادہ کانوا اقطا بالکمالات الولایۃ ومن اجل ذلک قال رسول اللہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا رواہ البزار والطبرانی عن جابر بروله شواھد من حدیث ابن عمرو ابن عباس علی واخیہ وصححہ الحاکم۔

ترجمہ کہ علی اور ائمہ طاہرین آپ کی اولاد کے کمالات ولایت کے قطاب ہیں اسی لئے حضور نے فرمایا میں شہر علم ہوں علی اسکا دروازہ ہے۔

دشمن پنجتن پاک دشمن رسول خدا ہے

ان رسول اللہ قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم رواہ الترمذی اشعۃ اللمعات ص ۷۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واسطے علی فاطمہ اور حسن اور حسین کے میں جنگ کرنے والا ہوں اس شخص سے جو جنگ کرے ان سے اور میں صلح کرنے والا ہوں اس شخص سے جو ان سے صلح کرے۔

اس حدیث میں بھی پنجتن پاک کی تخصیص موجود ہے اور یہ حدیث ان کی عصمت پر بھی دال ہے۔

تخصیص پنجتن پاک بدخول جنت

عن علی اخبرنی رسول اللہ ان اول من یدخل الجنۃ انا فاطمہ -

والحسن والحسین قلت یا رسول اللہ محبونا قال من ورائکم

مستدرک حاکم صفحہ ۱۵۱ جلد ۳ صواعق محرقہ صفحہ ۹۶

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور نے مجھے فرمایا کہ حضور کے ساتھ سب سے پہلے جو لوگ داخل جنت ہونگے ایک میں علی اور دوسری فاطمۃ الزہرا اور ہمارے دونوں بیٹے حسنین میں نے عرض کی حضور ہمارے محب اور شیعہ کہاں ہونگے فرمایا تمہارے پیچھے آئیں گے صواعق محرقہ میں ہے کہ دائیں بائیں ہونگے۔

پنجتن پاک کا شجرہ طیبہ!

عن مولی عبدالرحمٰن ابن عوف قال سمعت رسول اللہ یقول انا الشجرۃ فاطمۃ فرعھا وعلی لقاحھا والحسن والحسین ثمرھا وشیعتنا ورقھا واصل الشجرۃ فی جنت عدن وسائر ذلک فی سائر الجنۃ۔

مستدرک صفحہ ۱۶۰ جلد ۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

حضور نے فرمایا میں شجرہ طیبہ ہوں فاطمہ اس کی شاخ ہے علی اس کا خوشہ ہیں۔ حسنین اس کا ثمرہ ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے برگ ہیں۔ اصل شجرہ جنت عدن میں ہے اور باقی حسب مراتب باقی جنتوں میں ہیں۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

پیر سیالوی صاحب معمولی علمیت کے مالک ہیں نہ ظاہر کی خبر ہے نہ باطن کی اپنے بغض باطن آل محمد کی وجہ سے پنجتن پاک کی معصومیت منصوصہ کا انکار

متعدد خطوط میں کر بیٹھے ہیں۔ اب مریدوں کی اکھڑی ہوئی ہوا دیکھ کر گاہے انکار کرتے ہیں اور گاہے اقرار مگر بات کچھ بن نہیں آتی۔ کیونکہ خمسۂ نجبا کی خصوصیت پر قرآن اور حدیث کے ہزاروں شواہد موجود ہیں پنجتن پاک کی خصوصیت کو مٹانے والے سیالوی صاحب کی کیا حیثیت۔ گدیاں بے رونق ہو جائینگی۔ مگر پنجتن پاک کی خصوصیت کبھی عموم میں نہ بدل سکے گی چنانچہ صداقت ۲۰ اپریل میں ہم ان کا خط نقل کر کے اسکی رد کر چکے ہیں جس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ ان کے تین خط میری نظر سے گزرے ہیں۔ مگر سب کا خلاصہ یہ ہے۔ جیسا کہ خط ثانی مجریہ یوم عرفہ از سیال شریف "ڈاکٹر محمد جمیل کے نام پر لکھتے ہیں۔

"۱ کہ لفظ پنجتن پاک قرآن وحدیث کا محاورہ نہیں ہے ۲ یہ کہ خانوادہ نبوت میں سے صرف پنجتن پاک کہنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ جاہل لوگوں کا منگھڑت نظریہ ہے پہلی بات واضح ہے کیونکہ قرآن کریم وحدیث شریف عربی زبان میں ہے اور پنجتن پاک ایرانیوں کی اصطلاح ہے۔ دوسرا کسی آیت کریمہ میں اور کسی حدیث صحیح میں کوئی ایسا جملہ نہیں مل سکتا۔ جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خانوادہ اقدس کے پنجتن پاک کی تخصیص پر دلالت کرتا ہو"

اَلجَوَاب

یہ ہے سیالوی صاحب کا انکار ان خصوصیت پنجتن پاک اور مبلغ علم کہ قرآن اور حدیث عربی میں ہے۔ لہذا پنجتن پاک قرآن اور حدیث کی اصطلاح نہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نماز اور روزہ بھی قرآنی محاورہ نہیں کیونکہ نماز اور روزہ

کی لفظیں فارسی ہیں۔ اور قرآن اور حدیث عربی میں ہے لہذا یہ قرآن اور حدیث کے الفاظ نہ ہوئے اگر نماز اور روزہ صوم وصلوٰۃ کا ترجمہ ہو کر قرآنی محاورہ ہو سکتے ہیں تو پنجتن پاک بھی خمسہ اہل کساء اور آیت تطہیر کے ترجمہ سے قرآن اور حدیث کا محاورہ ہو سکتے ہیں یہ ہے خواجہ صاحب کے عذر لنگ کی حقیقت۔

خصوصیت پنجتن پاک

خواجہ صاحب کا یہ کہنا۔ کہ قرآن مجید اور حدیث صحیح میں کوئی ایسا جملہ نہیں مل سکتا جو پنجتن پاک کی تخصیص پر دلالت کرے پیر سیالوی صاحب کے قرآن مجید اور حدیث شریف سے عدم واقفیت کی دلیل ہے یا تعصب کا جوش جنون ہے ورنہ قرآن اور حدیث تخصیص پنجتن پاک سے تو مملو ہے۔

آیت قرآن بر تخصیص پنجتن پاک

فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ پ۳ آل عمران۔

پس کہدو آؤ ہم بلائیں اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور اپنی اپنی جانوں کو پس لعنت کریں اوپر کاذبوں کے۔

حدیث صحیح بر تخصیص پنجتن پاک

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیتہ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً

فقال اللھم ھولاء اھل بیتی ۔ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ ص۶۹۲)

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو رسول خدا نے حضرت علی اور فاطمہ، حسنؑ و حسین کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت خاص ۔

اب خواجہ صاحب کو ان کے مرید یہ پوچھیں کہ حضرت اس حدیث کی سند صحیح ہے یا نہیں۔ اسمیں پنجتن پاک کی تخصیص ہے یا نہیں اگر ہے تو آپ کے اس جملہ کی کیا وقعت رہی کہ خمسہ نجبا کی تخصیص پر کوئی دلیل ہی نہیں یہ بھی بتلائیں ۔ کہ ھولاءِ اھلبیت کی یا سے اضافت برائی تعریف ہے یا تخصیص ۔ اگر تخصیص ہے تو آپ کون ہیں اس کی تخصیص کو عموم میں بدلنے والے کیا بوقت مباہلہ خانوادہ نبوت کے باقی افراد موجود نہ تھے اگر تھے تو ان پانچ ہستیوں کی تخصیص کے کیا معنے ۔ ذرہ سوچ کر مریدوں کو سمجھائیں ۔ ورنہ مریدوں کی ہوا اکھڑ رہی ہے ۔

حدیث دوم بر تخصیص پنجتن پاک

عن سعد ان العباس اتی النبی صلی اللہ علیہ سلم فقال سددت ابوابنا الا باب علی فقال ما انا فتحتہا ولا انا سددتہا ولکن اللہ فعل ذلک ۔

خصائص امام نسائی ترجمہ مطبوعہ لاہور ص۳۱

حضرت سعد سے روایت ہے ۔ کہ حضرت عباس رسول خدا کے پاس آئے ، کہ آپ نے ہمارے دروازے تو بند کروا دیئے فرمایا ۔ نہ میں نے یہ دروازہ کھولا ہے اور نہ تمہارے بند کئے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے ،

اس کی تفصیل شیخ عبدالحق نے جذب القلوب ص۱۴۳ مطبوعہ نولکشور میں لکھی ہے کہ حضور نے لوگوں کو منادی کردی کہ مسجد نبوی سے اپنے اپنے دروازے بند کرلو ورنہ تم پر عذاب اترے گا سوائے دروازہ علیؑ کے اس سے لوگوں کے دلوں میں کچھ وسواس پیدا ہوئے اس پر حضور نے خطبہ پڑھا کہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی تھی کہ ایک مسجد بنا جو موسوف بصفت طہارت ہو اور اس میں سوائے تیرے اور ہارون کے اور پسران ہارون کوئی سکونت اختیار نہ کرے ایسے ہی رسول خدا نے فرمایا کہ مجھے بھی وحی ہوئی ہے کہ میں ایک پاک مسجد بناؤں اسمیں سوائے میرے علی کے اور پسران علی حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی مقیم نہ ہو۔ پس میں نے مسجد بنائی۔ اور دروازہ علی حسب فرمان خداوندی کھلا رہا۔

یہ ہے تخصیص پنجتن پاک جو خواجہ صاحب کو نظر نہیں آرہی۔ طرہ یہ کہ بایں ہمہ پیر طریقت بھی ہیں۔ اور مرشد حقیقت بھی، ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

دلیل سوم آیت تطہیر

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فی و فی علی و حسن و حسین وفاطمۃ الزھرا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس

اهل البیت و یطھرکم تطھیراً تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص۵ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۴۸۵

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا۔ کہ یہ آیت ہم پنجتن پاک کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ پنجتن پاک ہیں اور علی اور حسن اور حسین اور فاطمۃ الزہرا ہیں۔ کہ انما یرید اللہ

رہا خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ آیت تطہیر صرف امہات مومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے خلاف قرآن وحدیث ہے کیونکہ امہات المومنین کے لئے قرآن کریم میں عبارت النص یا لفظ ازواج ہے یا نساء النبی۔ سو آیۃ تطہیر میں یہ تو لفظ ازواج ہے نہ نساء النبی بلکہ لفظ البیت ہے اور آیۃ تطہیر میں ضمائر مذکر کا تکرار بھی مردوں کی تغلیب پر دال ہے اذ قال لاھلہ سے معاوضہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ وہاں اہلہ ہے اور یہاں اہل البیت ہے۔ اہل الرجل دعیۃ کہیں بھی موجود نہیں۔

خواجہ صاحب کے سامنے تو معمولی کتب فقہ بھی مستحضر نہیں ہیں۔ حالانکہ طالب علم بھی جانتے ہیں کہ ہدایہ آخرین کتاب الوصایا ص۶۲۹ میں اہل البیت اور اہل کا فرق نمایاں ہے۔ یعنی۔

ولو اوصی لاھل بیت فلان یدخل فیہ ابوہ وجدہ لان الاب اصل البیت

کوئی شخص کسی اہل بیت کیلئے وصیت کی تو اس میں اس کے باپ دادا بھی شامل ہونگے کیونکہ باپ گھر کا اصل ہوتا ہے۔ اور بیوی اہل بیت میں اس لئے داخل نہیں ہوتی۔ کہ اس کے اب کا گھر اور ہوتا۔

ہے۔ لہذا بلحاظ قرآن کریم اہلبیت سے صرف ازواج مراد لینا خلاف عقل ونقل ہے۔

رہا سیاق وسباق کا سہارا۔ سو یہ کوئی دلیل نہیں کیونکہ ادنےٰ مناسبت سے انتقال از مضمون بہ مضمون دیگر قرآن مجید کا عام اسلوب بیان ہے۔ چنانچہ نکاح اور طلاق کے آیات میں آیۃ نماز موجود ہے

وتزودوا فان خیر الزاد التقوےٰ

محسوس سے معقول کی طرف انتقال ہے۔ بعینہٖ آیۃ تطہیر میں بھی بیوت ظاہرے بیت شرف کی طرف انتقال ہے تاکہ ازواج کو عبرت ہو۔ کہ ہمارا تعلق کس گھر سے ہے جس میں یہ پنجتن پاک رہتے ہیں۔

رہا حدیث کا بیان۔ سو خواجہ صاحب کو کتب تفسیر میں کوئی مرفوع متصل حدیث نہ مل سکے گی جس سے آیۃ تطہیر کا نزول درشان ازواج مل سکے۔ ہاں کتب تفسیر میں قول عکرمہ موجود ہے جس کو خواجہ صاحب بار بار نقل فرما رہے ہیں۔ اور خواجہ صاحب کو شاید معلوم ہی نہیں۔ کہ عکرمہ خارجی تھے چنانچہ اس کے قول کا در باب اہلبیت کوئی اعتبار نہیں۔ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۰۷ حرف العین عکرمہ مولی ابن عباس

قال مصعب الزبیری کان عکرمۃ یری رای الخوارج قال وادعی علی ابن عباس انہ کان یری رای الخوارج۔

ترجمہ۔ یعنی مصعب زبیری نے کہا کہ عکرمہ خوارج کے مذہب پر تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس پر بھی یہ تہمت باندھتا تھا۔ کہ وہ بھی خارجی تھے،

اہلبیت کے خلاف منادیاں کرنے کی ضرورت اسے اس لئے محسوس ہوئی، کہ وہ امراء وقت سے انعام لیتا تھا۔ جیسا کہ میزان الاعتدال ص۲۰۹ج۲ پر موجود ہے۔ کان یأت الامراء فیطلب جوائزھم۔ یعنی عکرمہ امیروں کے پاس آتا تھا اور ان سے انعام پاتا تھا۔

اب خواجہ صاحب سے کون پوچھے کہ حضرت آپ تو سنی ہیں بلکہ خرقہ پوشی کے بھی دعویدار ہیں۔ مرفوع حدیث رسول چھوڑ کر عکرمہ خارجی کے قول پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہیں اندر ہی اندر بغض اہلبیت رسول کو تو جوش نہیں مار رہا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنے مرقومہ میں دبی زبان سے تفسیر صافی کا نام بھی لیا ہے ایک خط میں تو دیگر ائمہ طاہرین کا شمول دکھا کر خصوصیت پنجتن پاک کو ضائع کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور ایک دوسرے خط میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی نفی در پنجتن پاک کھلانی چاہی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں امر آپ کی علمی بے بضاعتی پر دال ہیں۔ کیونکہ تفسیر صافی میں یہ صاف وضاحت ہے کہ یہ آیت بطور تنزیل صرف پنجتن پاک کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور دیگر آئمہ طاہرین اس میں تاویلاً شامل ہیں۔ جیسا کہ تفسیر صافی ص۴۲۶ مطبوعہ ایران میں مذکور ہے۔ کہ۔

فی العلل عن الصادق نزلت ھذہ الایۃ فی النبی وامیر المومنین والحسن والحسین وفاطمۃ علیہم السلام فلما قبض اللہ عزوجل نبیہ کان امیر المؤمنین ثم الحسن ثم الحسین ثم وقع تاویل ھذہ

الاٰیتہ واولوالارحام بعضہم اولی لبعض فی کتاب اللہ و کان علی بن الحسین ثم جرت فی الائمۃ من ولدہ الاوصیاء الخ

ترجمہ۔ علل الشرائع میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول تنزیلی صرف پنجتن پاک یعنی رسول خدا امیرالمومنین حسن اور حسین بالترتیب امام اور مطہر ہوئے پھر اس آیت کی تاویل واقعہ ہوئی (اور اولوالارحام بعضہم اولی لبعض فی کتاب اللہ کے مطابق کہ رحمی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں از روئے کتاب خداوندی لہذا علی زین العابدین امام اور مطہر ہوئے۔ پھر یہ آیت دیگر ائمہ کے بارے میں بطور تاویل جاری ہوئی۔ پس ان کی اطاعت اسی کی اطاعت ہے

اور جس روایت میں حضرت خواجہ صاحب کو جناب حسن مجتبیٰ نظر نہیں آئے۔ اسکی اصل عبارت یہ ہے

انما نزلت فی و فی اخی وفی ابنتی و فی ابنی و فی تسعۃ من ولد ابنی الحسین خاصۃ لیس معنا احد غیرنا۔ ترجمہ۔

حضور نے فرمایا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور میرے بھائی کے بارے میں اور میری بیٹی کے بارے میں اور میرے دونوں بیٹوں کے بارے میں اور میرے بیٹے حسین کے نو بیٹوں کے بارے میں خاص طور پر ہمارے ساتھ کوئی غیر شامل نہیں ہے۔

اس میں خواجہ صاحب کو غلطی لفظ ابنتی میں واقع ہوئی ہے کہ آپ تثنیہ کو واحد سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ ابنیّ سے مراد میرے دونوں بیٹے ہیں

یہ ہے خواجہ صاحب کی علمیت ۔

کہ واحد تثنیہ میں تو تمیز نہیں کر سکتے۔ اور شیخ الاسلام بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہے خواجہ صاحب کے خط کا اجمالی جواب اور آپ کے خصوصیت پنجتن پاک سے انکار کی حقیقت۔ انشاء اللہ ہم تیسری قسط میں تفصیل سے عرض کرینگے ہم پنجتن پاک کی خصوصیت کے قائل ہیں اور قائل رہیں گے اور اگر تعزیہ کی بنا طرہ کی ضرورت پیش آئی۔ تو بھی دریغ نہیں کرینگے ۔

اس مضمون کی سابقہ قسطوں میں ہم شان پنجتن پاک اور سیالوی صاحب کے توہمات کی قلعی کھول چکے ہیں۔ جسکا وہ خود تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ مگر ہمارے مہربان مولوی دوست محمد صاحب قریشی نے حسب عادت خواہ مخواہ دخل در معقول دیکر تیس مار خاں بننے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ چنانچہ آپ کا ایک مضمون اس سلسلہ میں اخبار دعوت مورخہ ۷ اگست ۶۵ء پر شائع ہوا ہے۔ خیال تھا کہ اسکا جواب ہوجائے تو اس بحث کو ختم کر دیا جائے، مگر قلت وقت اور کثرت سفر کیوجہ سے اس سلسلہ کا تسلسل قائم نہ رہ سکا۔ آج کی فرصت میں ہم مولوی دوست محمد صاحب کے مغالطات اور شبہات کی طرف توجہ کرتے ہیں تاکہ عوام خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں۔

مولوی دوست محمد صاحب قریشی مغالطہ کے ماہر ضرور ہیں۔ گو محقق نہیں آپ کا بیان کبھی اقسام مغالطہ سے باہر نہیں ہوا۔ مگر وہ کیا کریں۔ مذہب غلط کی وکالت سوائے مغالطہ دہی کے ہو ہی نہیں سکتی ۔

اثبات تخصیص پنجتن پاک

قریشی صاحب پنجتن پاک کی تخصیص تطہیر کا حقیقت کا انکار کرتے ہوئے یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اپنی تحریر کے مفہوم سے بھی ناواقف ہیں تخصیص پنجتن پاک کا مفہوم مولوی صاحب اپنے خیال میں کہ پنجتن پاک سمجھے ہیں ورنہ تخصیص سے تو اس کے ماسوا کی نفی لازم آتی ہے حالانکہ قرآن میں صراحتاً نہ تو نفوس خمسہ کا ذکر ہے اور نہ کسی آیت میں اس کے علاوہ کسی اور سے نفی ہے اور نہ اہلبیت کی اصطلاح کی ان نفوس خمسہ مرضیہ سے خصوصیت ہے۔ بس مولوی محمد اسمٰعیل کے مضمون کی حقیقت هباءً منثوراً سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

(اخبار دعوت ص۵ کالم ۱ بحریہ ۲ اکتوبر ۵۸ء)

الجواب

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم پ۳ آل عمران۔

ترجمہ۔ کہ تحقیق فضل اللہ کے ہاتھ ہے جس کو چاہتا ہے۔ دیتا ہے اللہ صاحب فراخی اور جاننے والا اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے۔ اور اللہ صاحب ہے فضل بڑے کا۔

قریشی صاحب نے یہاں معنی تخصیص اور وجوہات تخصص سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے ورنہ تخصیص پنجتن پاک ہر طرح ثابت ہے ہم اولاً قریشی صاحب کی غلطی دور کرنے کے لئے معنی تخصیص عرض کئے دیتے ہیں۔ تاکہ آپ کو نفی و اثبات دونوں نظر آجائیں اور علیحدہ نفی کی تلاش میں سرگرداں نہ پھریں وھو ھذا الخاص الخاصۃ ضد عامۃ دیکھئے قاموس جلد ۲ صفحہ ۳۰۱ مطبوعہ مصر خاص خاصۃ ضد عامۃ تخصیص خاص کردن نقیض تعمیم ملاحظہ فرمائیے منتہی الارب صفحہ ۳۸۳ خصص الشئ عممہ دیکھئے منجد صفحہ ۱۶۷

یعنی لفظ خاص عام کی ضد ہے اور تخصیص تعمیم کی ضد ہے،

الخاص کل لفظ موضوع لمعنی معلوم علی الانفراد ومنہ یقال اختص فلان بملک کذا ای انفرد بہ ولا شرکۃ للغیر معہ وخصنی فلان بکذا ای افردہ لی وفلان خاص فلان ومنہ سمیت الخاصۃ للانفراد عن المال وعن نیل اسباب المال مع الحاجۃ ومعنی الخصوص فی الحاصل الانفراد وقطع الاشتراک فاذا ارید بہ خصوص الجنس قیل انسان واذا ارید بہ خصوص النوع قیل رجل واذا ارید بہ خصوص العین قیل زید۔ داصول سرخسی مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۱ صفحہ ۱۲۴ ۔ ترجمہ یعنی خاص ہر اس لفظ کو کہتے ہیں جو انفرادی طور پر معنے مقرر اور معلوم کے لئے واضع نے بنایا ہو۔ اور ہر وہ اسم بھی خاص کہلاتا ہے جو معنی معلوم کیلئے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو۔ اختص فلان بملک کذا یعنے فلاں اس میں منفرد ہے۔ اس کے ساتھ غیر کی کوئی شرکت

نہیں ہے اور خصی فلاں بکذا یعنے فلاں نے اس کو میرے لئے خاص اور علیحدہ کردیا
کے محاورات اس معنی میں بولے جاتے ہیں۔ اور خصاصۃ مال اور مال کے اسباب
سے باوجود حاجت علیحدہ ہونے کو کہتے ہیں۔ الغرض خصوص کے اصل معنی انفراد اور
قطع اشتراک کے ہیں جب خصوص جنسی مقصود مراد ہو تو انسان اور حیوان اور جب
خصوص نوعی مراد ہو تو مرد اور عورت اور خصوص شخصی اور عینی کے وقت زید عمر بکر
کے لفظ بولے جاتے ہیں۔

نامی شرح حسامی ص مطبوعہ اصح المطابع میں ہے۔ کہ خاص ۔ وہ لفظ ہے
جو موضوع ہو مہمل نہ ہو معلوم المراد و البیان ہو۔ مشترک المعنیٰ اور ماؤل نہ ہو منفرد
ہو۔ عام نہ ہو اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

خصوص الجنس جیسے انسان اور حیوان خصوص النوع جیسے مرد اور عورت خصوص
العین جیسے زید بکر عمرو غیرہ اور کامل فی الخصوصیۃ خصوص العین یعنے خصوص
شخصی ہے۔ کیونکہ ہر طرح کی شرکت سے پاک ہوتا ہے توضیح تلویح ص۹۲ میں ہے

ان لفظ الخاص مقولا بالاشتراک علی معنیین احدھما الخاص
مطلقا والآخر خاص الخاص اعنی الاسم الموضوع لمسمی المعلوم
ای المعاین المتشخص ۔

ترجمہ :- کہ تحقیق لفظ خاص کا اطلاق دو معنیٰ پر ہوتا ہے۔ ایک
خاص مطلق پر دوسرا خاص الخاص پر یعنے اس اسم کے لئے جو مسمیٰ معلوم

یعنی معین شخص کیلئے بولا جاتا ہے۔

اگر قریشی صاحب کی نظر خاصہ معقولیین پہ ہو تو اس کے اقسام شاملہ اور غیر شاملہ، اضافیہ اور غیر اضافیہ، بسیطہ اور مرکبہ بھی سامنے رکھ سکتے ہیں۔

وجوہات تخصیص !

اب تعریف کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ قریشی صاحب کا یہ فرمانا کہ تخصیص بنجتن کا مفہوم مولوی صاحب اپنے خیال میں ذکر پنجتن سمجھتے ہیں ورنہ تخصیص سے تو اسکے ماسوا کی نفی لازم آتی ہے" سچ ہے لازم آتی ہے ظاہراً ذکر تو نہیں کرنی پڑتی ایسا زعم آپ کی وجوہات تخصیص اور احادیث بنویہ سے عدم واقفیت کی دلیل ہے ورنہ ایسا خیال نہ کرتے کہ جب تک صراحتہ غیر کی نفی بعبارۃ النص نہ ہو تخصیص نہیں حاصل ہوتی، حالانکہ بسا اوقات تخصیص صرف تقدیم ما حقہ التاخیر سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مطول صفہ ۳۳ والتخصیص لازم لتقدیم غالباً لبسا اوقات تقدیم ذکر سے حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین میں ہے۔ شاید قریشی صاحب یہاں بھی مثل ابن اثیر حسن نظم اور رعایت سجع کی خاطر کہہ دیں۔ حیوان انسان کہنا ہی جنسی تخصیص ہے۔ زید بکر کہنا شخصی اور۔

نور الانوار صفہ ۱۵۱ پر صورت تخصیص یوں بھی لکھی ہے۔ کہ وعندنا وجہ التخصیص بیہ زیادۃ اھتمامہ والاعتناء بشانہ۔ کہ کسی چیز کی نسبت زیادتی

اہتمام اور اسکے حال پر زیادہ تر توجہ دینا اس کی تخصیص کیوجہ ہے صاحب مطول نے ص۳۴ میں
بسم اللہ میں اسم اللہ کی تقدیم کو بھی وجہ تخصیص قرار دیا ہے۔

کما قال فقصد الموحد تخصیص اسم اللہ تعالیٰ بالابتداء للاهتمام
کہ بسم اللہ میں اسم اللہ کو مقدم کرنے سے موحد کا قصد اللہ کے نام کی تخصیص ہے اور مشرکین
کا رد ہے کیونکہ مشرکین اپنے لات وعزیٰ کا نام مقدم کرتے تھے،

الغرض آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اگرچہ ان وجوہات میں عبارۃ النص غیر کی نفی
بھی نہیں ہے۔ مگر تاہم تخصیص حاصل ہے اب قریشی صاحب کو اجازت ہے کہ پنجتن پاک
کے لئے جس قسم کی تخصیص چاہیں ہم پیش کرنے کو تیار ہیں۔ لغوی اصولی معقولی،
معنوی اور صریحی نہ مو ہذا۔

توثیق استدلال اول بر تخصیص پنجتن پاک

قریشی صاحب نے آیت مباہلہ اور حدیث مباہلہ کے استدلال سے جس
طرح پنجتن پاک کی نفی کرنی چاہی ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ تخصیص تب ہوتی ہے کہ جب
حضور علیہ السلام کی ذات و الاصفات کھلے لفظوں میں یہ فرماتے کہ ان کے علاوہ اور کوئی میرے
اہلبیت نہیں۔

یہ قریشی صاحب کے معنی تخصیص اور وجہ تخصیص سے جہالت ہے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے
ہیں حالانکہ یہاں پر ذاتی اعتنا اور تقدیم ذکر پنجتن پاک اور عدم شمول عدم ذکر غیر تخصیص

کے بین دلائل ہیں۔ ورنہ تمام صحابہ اور ازواج اپنی اہلبیت شرکت کے ہوتے ہوئے صرف انکو ہی اہلبیت فرمانا اور ان کو ہی ساتھ لے جانا تخصیص نہیں تو پھر تخصیص کس کا نام ہے؟ اگر عدم شرکت غیر کی تصریح ضروری ہے تو قریشی صاحب کو چاہیئے کہ غیر کی شرکت دکھلائیں ورنہ بتائیں کہ زید اور بکر کا نام لینا تخصیص عینی اور شخصی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ذرا تخصیص کے معانی اور اقسام پر نظر ثانی کر لیں لیجئے ہم

مفسرین اہلسنت کی زبانی

اس آیت میں تخصیص کا لفظ دکھاتے ہیں تاکہ قریشی صاحب کی کثرت مطالعہ معلوم ہو جائے

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين۔ پ ۳ آل عمران۔

ترجمہ۔ پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے اس میں آپ کے پاس علم آنے کے بعد پس کہہ آؤ ہم بلوئیں۔ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں کو اور تمہاری بیٹیوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر التجا کریں پس کریں ہم لعنت اللہ کی اوپر جھوٹوں کے۔

اس آیت میں تخصیص پنجتن پاک موجود ہے نمبر ۶ میں داعی کی ابناء میں بیٹوں کی نساء میں بیٹی کی انفسنا میں نفس رسول کی حضور خود داعی دو بیٹے ایک بیٹی ایک نفس رسول یہ لوگ پانچ ہو گئے، اسی لئے قریشی صاحب

کے مذہب کی تفسیر خاص مدارک التنزیل میں تخصیص کی یہ وجہ موجود ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے، وخص الابناء والنساء لانھم اعز الاھل والصقھم بالقلوب وقدمھم فی الذکر علی الانفس لینبہ علی قرب مکانھم ومنزلتھم ص۲۸ ۔

ترجمہ :- کہ یہاں پر بیٹے اور بیٹیوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ وہ تمام اہل و عیال سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ دل کا تعلق ان ہی کے ساتھ ہوتا ہے ان کا ذکر اپنے نفس سے اس لئے مقدم کیا گیا ہے تاکہ ان کی علو منزلت اور قوت مکانی معلوم ہو جائے ،

تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۱۹۳ پر دیکھئے ۔

وفیہ دلیل لاشئی اقوی منہ علی فضل اصحاب الکسا علیھم السلام

ترجمہ کہ اس آیت مباہلہ میں اصحاب کسا یعنی پنجتن پاک کی فضیلت پر ایسی قوی دلیل موجود ہے جس سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی ۔

مگر افسوس کہ صدر مبلغ تنظیم اہلسنت

قریشی صاحب کو بغض اہل بیت کے سبب

نظر ہی نہیں آتی ۔ تفسیر کبیر جلد دوم ص ۴۶۵ کے علاوہ کئی ایک علاوہ کئی ایک تفاسیر میں صاف وضاحت موجود ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز مباہلہ پنجتن پاک کی تطہیر کا اعلان بھی فرمایا ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے ۔

انہ علیہ السلام لما خرج فی المرط الاسود فجاء الحسن فادخلہ ثم جاء الحسین فادخلہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہ ثم علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔

ترجمہ: کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ آلہ وسلم جب روز مباہلہ باہر تشریف لائے تو آپ کے اوپر سیاہ چادر تھی۔ پس حسن علیہ السلام آئے۔ تو آپ نے چادر میں داخل کئے اور پھر حسین علیہ السلام آئے۔ وہ بھی داخل کئے پھر سیدہ فاطمہؑ آئیں پس داخل کیں اور پھر حضرت علیؑ آئے اور داخل کئے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرًا۔

اس کے بعد صاحب تفسیر کبیر نے لکھا ہے۔ کہ

واعلم ان ھذالروایۃ کالمتفق علی صحتھا بین اھل التفسیر والحدیث

کہ یہ حدیث اہل تفسیر اور حدیث کے درمیان متفق علیہ ہے۔

تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۱۹۳ پر بھی یہ روایت موجود ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر پنجتن پاک کی تخصیص مطلوب نہ تھی بلکہ صرف ساتھ لے جانے والان

کے فضائل خصوصاً وہ آیت جس سے انکی تطہیر ہویدا ہوتی ہے کیوں بیان فرمائے کیا ان پانچ ہستیوں کی تطہیر کی تخصیص نہیں تو وہ کیا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ قریشی اور سیا ہوی کو تو تخصیص کے معانی پہ توجہ نہیں یا بغض اہلبیت کی وجہ سے نظر نہیں آتی

قریشی صاحب کا اہلبیت رسالت سے بغض باطن

دل کی بات کو ہر چند چھپایا جائے مگر کبھی نہ کبھی زبان پہ آہی جاتی ہے ہم نے ایک دفعہ اسی مضمون میں قریشی صاحب کے بغض اہلبیت کی طرف اشارہ کیا ہے شاید آپ نے اس بات کو مذہبی تنگ نظری پر محمول کیا ہو۔ مگر یہ ایسا نہیں بلکہ ایک کھلی اور واضح حقیقت ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو قریشی صاحب کی یہ عبارت ان کے مضمون زیر جواب اخبار دعوت سے ہی پڑھ کر تسلی فرما لیجئے۔

اصل عبارت قریشی صاحب مشعر بغض اہلبیت

بات واضح ہے کہ اس آیت میں ابناء نساء اور انفس کو دعائے لعنت کے لئے بلانے کا حکم ہے آپ نے اپنے حسب منشا جس کو چاہا بلا لیا۔ اس میں ان کی فضیلت کا ذکر ہے اور نہ ان کی تخصیص کا کیونکہ فضیلت دعائے رحمت کے متعلق ہے دعائے لعنت سے نہیں جب کہ حضور کا ارشاد گرامی ہے حضور کی پوزیشن۔ ما بعثت لعانا و لکنی بعثت رحمۃ للعالمین کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا۔ بلکہ میں رحمۃ للعالمین بن کر آیا ہوں۔ اخبار دعوت مجریہ ۵ ، اکتوبر ۶۸ء۔

الجواب

یہ ہے قریشی صاحب کی ضمیر کی اصل آواز کہ تخصیص سے قطع نظر فضیلت کا ہی انکار کر دیا۔ اور ساتھ ہی حضور کی فضیلت کو بھی معاذ اللہ مبدل بہ فضیحت کر دیا۔ کہ فضیلت دعائے رحمت سے متعلق ہے۔ دعائے لعنت سے نہیں۔ یعنے حضور کا مباہلہ میں تشریف لے جانا اور اپنی صداقت پہ ناز کرنا اور غیر کو شکست دے دینا فضیلت نہیں بلکہ ایک کار بد ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

اے تعصب تیرا برا ہو کہ تیری وجہ سے لوگ حقائق سے کہاں تک انکار کر جاتے ہیں آیت موجود ہے۔ دلیل نبوت ہے کہ عیسائیت جس کو آجتک بذریعہ تلوار بھی شکست نہ ہو سکی۔ ان کی شکست موجود ہے مگر قریشی صاحب کو تعصب نے ایسا اندھا کیا ہے کہ انہیں نظر ہی نہیں آتی۔

لیجئے ہم قریشی صاحب کی کتب اور تفاسیر سے ہی اس خیال بد کی رد کرتے ہیں۔

اولاً تو یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب فضائل اہلبیت میں ہے جب بقول قریشی صاحب اسمیں فضیلت ہی نہیں تو نہ معلوم محدثین اس کو باب فضیلت میں کیوں لائے۔

دوم۔ قریشی صاحب کے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کے اس باب میں پنجتن پاک

کہ مخصوص اور ممتاز ممیز بمزید فضل وکرامت تسلیم بھی کر لیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں

کہ اولاد شریف آنحضرت اہل بیت ولادت اندوباوجود شمول اہلبیت
تمامہ اولاد آنحضرت را علیؓ وفاطمۃؓ وحسن وحسین سلام اللہ علیہم اجمعین از
میان ایشاں ممیز اند بمزید فضل وکرامت وتعلق محبت ومودت
ممتاز ومخصوص اند چنانکہ متبادر از اطلاق بیت ایشانند ودر فضائل و
مناقب وکرامت ایشاں احادیث بیرون از حد وعد واحصا وارد شدہ

کہ بنو ہاشم اور اولاد عبدالمطلب از جہت نسب اہل بیتؑ ہیں اور ازواج النبی حسب عرف اور عادت اہلبیتؑ سمجھے جاتے ہیں نہ از روئے حقیقت۔ اور آنحضرت کی اولاد شریف اہلبیت ولادت میں شامل ہے مگر حضرت علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ ان تمام میں سے زیادتی فضل اور کرامت سے ممیز ہیں اور تعلق محبت اور مودت سے ممتاز اور مخصوص ہیں چنانچہ جب لفظ اہلبیت کا اطلاق ہوتا ہے تو متبادر طور پر جو اہلبیتؑ کا مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہی پنجتن پاک ہیں چنانچہ ان کے فضائل حد واحصاء سے باہر ہیں۔

اب فرمائیے قریشی صاحب

اس عبارت سے معاملہ صاف ہوا کہ نہیں ؟ کہ یہ حضرات علم نبی میں مخصوص مستثنیٰ ہیں، زیادتی فضل وکرامت سے ممیز بھی ہیں، فرمائیے اب خمس دیں یا نہیں؟

کیا یہی آپ کا مطالعہ ہے کہ مشکوٰۃ کی متداول شرح پر بھی نظر نہیں جس کو مشکوٰۃ پڑھانے والے علماء روزانہ سامنے رکھتے ہیں۔ قریشی صاحب کی تمام تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ مباہلہ حضورؐ کی دلیل نبوت ہے دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۶!

رہا حضورؐ کا رحمۃ للعالمین ہونا سو بے شک مگر ولا یزید الظالمین الاخسارا کے مطابق قبولیت رحمت کی استعداد چاہیئے اور مباہلہ بھی رحمت ہے کہ حضورؐ کے مقابلہ سے ڈر کر وہ ان مقدسین کی فضیلت کا اقرار کر گئے اور انکی قوم ہلاکت سے بچ گئی اور اسلام کو ترقی ہوئی اب نہ معلوم یہ کیسے مسلمان ہیں جو عیسائیوں سے بھی بڑھ گئے ہیں کہ ان کو تو پنجتن پاک کی فضیلت معلوم ہو گئی مگر ان کو نہیں ہوئی وہ تو ڈر گئے اور یہ نہیں ڈرتے پہ سچ ہے۔

ثم قست قلوبکم بعد ذالک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ۔ تمہارے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

تخصیص صریحی بر تخصیص پنجتن پاک از کتب احادیث اہلسنت

حضرات قریشی صاحب نے لفظ تخصیص پنجتن پاک سے انکار فرمایا تھا۔ لیجئے! ہم مرفوعاً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خمسہ نجباء کیلئے لفظ خاص دکھلا دیتے ہیں تاکہ شاید قریشی صاحب کو انکار تخصیص کرنے سے کچھ ہی شرم محسوس ہو اور اپنی علمی حالت کا اندازہ ہو جس پر مبلغ علم

دیتے پھرتے ہیں مجھے تو حیرت ہے کہ جب صدر مبلغ کا یہ حال ہے تو دوسرے تنظیمی مبلغ کیا کرتے ہوں گے۔ دیکھئے۔

عن عطاء ابن ابی رباح قال حدثنی من سمع ام سلمة تذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی بیتها فاتته فاطمة ببرمة فیها خزیرة قد خلت بها علیه فقال لها ادعی زوجك وابنیك قالت فجاء علیؑ والحسنؑ والحسینؑ فدخلوا علیه فجلسوا یاکلون من تلك الخزیرة وهو علی منامة له وکان تحته کساء له خیبری قالت وانا اصلی فی الحجرة فانزل اللہ عزوجل هذه الایة انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا قالت فاخذ فضل الکساء فغشاهم به ثم اخرج یده فالوی بها الی السماء ثم قال اللهم هولاء اهلبیتی وخاصتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا۔ اللهم هولاء اهلبیتی وخاصتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا قالت فادخلت راسی البیت فقلت و انا معکم یا رسول اللہ قال انك الی خیر انك الی خیر مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۹۲

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہ ذکر فرماتی ہیں کہ تحقیق نبی کریمؐ میرے گھر میں تھے کہ حضرت فاطمہؑ تشریف لائی آپکے پاس ایک برتن تھا جس میں حلوہ تھا حضورؐ کے پیش کیا حضور نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور اپنے بچوں کو بلا لیں حضرت علیؑ اور حسنینؑ ہا میں تشریف لائے اس حلوہ

کو رب نے مل کر کھایا اور حضورؐ اپنی خواب گاہ میں تشریف فرما تھے آپ کے نیچے
ایک چادر خیبری تھی جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اس حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی
پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ ترجمہ۔ پس حضور نے اس
چادر کا پلہ پکڑ کر ان کو اس میں چھپا لیا پھر اپنا ایک ہاتھ نکالا اور اس کو آسمان
کی طرف بلند کیا پھر کہا اے اللہ! یہ ہیں میرے اہلبیت اور یہ ہیں میرے
خاص؟ پس ان سے کر جس کو دور سے جا اور پاک کر ان کو پاک کرنا یہ دعا حضور
نے دو دفعہ فرمائی۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنا سر اس مقام میں داخل کیا اور
عرض کی حضورؐ میں آپ کے ساتھ ہوں؟ فرمایا تحقیق تو نیک ہے۔

حدیث دوم

عن شھر بن حوشب عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جلل علی علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمۃ ثم قال اللھم ھولاء
اھل بیتی وخاصتی اللھم اذھب عنکم الرجس وطھرھم تطھیرا فقالت ام
سلمہ یارسول انا منھم؟ قال انک الی خیرہ حاشیہ کوکب دری شرح ترمذی ص۱۴
ترجمہ۔ بی بی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ اور
حسنؑ حسینؑ اور فاطمہؑ پر اپنی چادر اڑھائی اور فرمایا یا اللہ! یہ ہیں میرے

اہل بیت اور میرے خاص۔ اے اللہ! دور کر ان سے رجس کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا۔ بی بی ام سلمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کیا میں ان میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا تحقیق تو نیک ہے۔

حدیث سوم

قال ابوسعید الخدری ان اہل البیت فی ایۃ التطہیر خاص بہ رسول اللہ وعلیؓ وفاطمہؓ وحسنؓ وحسینؓ ۔ حاشیہ کوکب دری شرح ترمذی جز ۲ ص ۲۵۶

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تحقیق لفظ اہل بیت آیہ تطہیر میں خاص ہے واسطے رسول اللہ کے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے لیجئے ہم نے قریشی صاحب کے حسب مطالبہ انکی مسلمہ کتب سے ہی لفظ خاص برائے پنجتن پاکؑ دکھا دیا ہے اگر لفظ خاص سے بھی قریشی صاحب کی تسلی نہ ہو تو نامعلوم آپ کی لغت واصطلاح میں کون سے الفاظ ہیں جو مظہر برائے تخصیص ہوں۔ دیکھیں اب قریشی صاحب کونسی راہ تلاش کرتے ہیں۔

نفی غیر کی تصریح

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ نزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فی وفی علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ انما یرید اللہ لیذھب

[illegible]

[illegible] الرجس

[illegible]

حدیث نہم

عن ام سلمة قالت فی بیتی نزلت انما یرید
اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت قالت وانا جالسة
علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اہل البیت فقال
انك الی خیر انت من ازواج النبی قالت وفی البیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمة والحسن والحسین رضی اللہ عنہم

ترجمہ: سیدہ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق یہ آیت میرے گھر
میں نازل ہوئی کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و
یطہرکم تطہیرا۔ ترجمہ: اور میں گھر کے دروازے پر بیٹھی ہوئی
تھی عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اس اہل بیت سے ہوں؟ فرمایا! کہ تو

ہے تو رسول اللہ کے ازواج سے ہے بی بی ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس بیت تطہیر میں رسول اللہ و علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ۔

ازواج النبی اور ہیں اور اہلبیت تطہیر اور ہیں

رسولؐ خدا اور بی بی ام سلمہؓ کے بیان نے خود ہی فیصلہ کر دیا قریشی صاحب یا سیالوی صاحب کو نظر آئے یا نہ آئے۔

نوٹ:۔ یہ وہ حدیث ہے جس پر خالد محمود وغیرہ نگھترہ ضلع سیالکوٹ میں لفظ اہل بیت کی تحقیق پر مقابلہ میں منہ کی کھا گئے تھے اس پر صداقت کے سابقہ شماروں میں پوری تفصیل آ چکی ہے۔

حدیث سوم

عن ام سلمة زوج النبی قالت بینما رسول اللہ فی بیتی اذ قالت الخادم ان علیا و فاطمة بالسدة قال قومی عن اهل بیتی قالت فقمت فتنحیت فی ناحیة البیت قریبا فدخل علی و فاطمة و معهم الحسن و الحسین صبیان صغیران فاخذ الصبیین فقبلهما و وضعهما فی حجره و اعتنق علیا و فاطمة ثم اغدف علیهما ببردة له و قال اللهم الیک لا الی النار انا و اهل بیتی قالت فقلت یا رسول اللہ و انا فقال و انت رواه احمد فی المسند (ص ۲۹۶ جلد ۶ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۸۳)

عنکم الرجس اہل البیت الخ ابن کثیر ص۴۸۵ جلد ۳

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم نے فرمایا کہ نازل ہوئی ہے یہ آیت پانچ کے حق میں یعنی میرے علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کے حق میں کہ۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

لیجئے اس حدیث میں لفظ تطہیر بھی موجود ہے اور لفظ خمسہ بھی اب قریشی صاحب کو پنجتن پاکؑ میں کیا امر مانع ہے؟ اور شیعہ کی یہ مشہور اصطلاح پنجتن پاکؑ کیسے غلط ہوئی

حدیث دوم

عن ام سلمۃ قالت ان ھذہ الایۃ نزلت فی بیتی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہلبیت ویطھرکم تطھیرا قالت وانا جالسۃ علی باب البیت فقلت یا رسول اللہ الست من اھل البیت فقال انک الی خیر انت من ازواج النبی قالت وفی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنہم

ترجمہ:۔ بی بی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل بیت و یطھرکم تطھیرا:۔ ترجمہ:۔ اور میں گھر کے دروازے پہ بیٹھی ہوئی تھی عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اس اہل بیت سے ہوں؟ فرمایا! کہ تو نیک

ہے تو رسول اللہ کے ازواج سے ہے بی بی ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس بیت تطہیر میں رسول اللہ و علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ۔

ازواج النبی اور ہیں اور اہلبیت تطہیر اور ہیں

رسولؐ خدا اور بی بی ام سلمہؓ کے بیان نے خود ہی فیصلہ کر دیا قریشی صاحب یا سیالوی صاحب کو نظر آئے یا نہ آئے ۔

نوٹ :۔ یہ وہ حدیث ہے جس پر خالد محمود وغیرہ سنگھترہ ضلع سیالکوٹ میں لفظ اہل بیت کی تحقیق پر مقابلہ میں منہ کی کھا گئے تھے اس پر صداقت کے سابقہ شماروں میں پوری تفصیل آچکی ہے ۔

حدیث سوم

عن ام سلمۃ زوج النبی قالت بینما رسول اللہ فی بیتی اذ قالت الخادم ان علیا و فاطمۃ بالسدۃ قال قومی عن اھل بیتی قالت فقمت فتنحیت فی ناحیۃ البیت قریبا فدخل علی و فاطمۃ و معھم الحسن و الحسین صبیان صغیران فاخذ الصبیین فقبلھما و ضعھما فی حجرہ و اعتنق علیا و فاطمۃ ثم اغدف علیھما ببردۃ لہ فقال اللھم الیک لا الی النار انا و اھل بیتی قالت فقلت یا رسول اللہ و انا فقال و انت رواہ احمد فی المسند

(ص ۳۰۴ جلد ۶ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۸۴ - ۴۸۵)

ترجمہ :۔ بی بی ام سلمہؓ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور پرنور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے گھر میں بیٹھے تھے کہ خادم نے آواز دی کہ حضورؐ دروازہ پر حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کھڑے ہیں۔ حضورؐ نے مجھے فرمایا تو میرے اہلبیت خالص سے اٹھ کر دور ہو جا پس میں اٹھی اور مکان کے ایک کنارہ میں قریب ہی بیٹھ گئی پس حضرت علیؑ اور فاطمہؑ تشریف لائے انکے ساتھ حسنؑ اور حسینؑ بھی تھے اور اس وقت وہ دونوں بچے ہی تھے پس حضورؐ نے انکو پکڑا اور بوسے دیئے اور گود میں بٹھایا اور علیؑ اور فاطمہؑ کو اپنی دونوں بغلوں میں لیا اور گردن سے لگایا اور پھر اپنی چادر اوڑھ کر دعا کی خداوند تیری طرف نہ کی طرف خصوصًا میں اور میرے اہلبیت میں ہزاروں کی تعداد میں فرمایا۔ تو بھی

اگرچہ اس حدیث میں آیۂ تطہیر کا ذکر نہیں مگر اس نے مسمی اہلبیت کے متبادر معنے سے ازواج النبی کو خارج کر دیا۔ بی بی ام سلمہؓ کی درخواست پر حضورؐ نے بی بی ام سلمہؓ کا خیر یہ ہونا یا نار جہنم سے بچنا ضرور ظاہر فرمایا مگر تو ھی دتنحی عن اھل بیتی کہ اٹھ کر میرے اہل بیت سے دور ہو جا فرما کر اہل بیت تطہیر اور شرف سے خارج کر دیا اگر بی بی ام سلمہؓ اس اہل بیت میں داخل ہوتیں تو تو ھی دتنحی عن اھل بیتی نہ فرماتے۔ اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتا ہے۔

حدیث ۴

صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ است

عن ام سلمۃ ان رسول اللّٰہ قال لفاطمۃ ایتینی بزوجک وابنیک فجاءت بھم فالقی علیھم کساءً فدکیا قال ثم وضع یدہ علیھم ثم قال اللھم ان ھؤلاء آل محمدٍ فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمدٍ وعلی آل محمدٍ انک حمیدٌ مجید قالت ام سلمۃ فرفعت الکساء لادخل معھم فجذبہ من یدی وقال انک علی خیر:۔

ترجمہ:۔ بی بی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے جناب سیدہ فاطمہؑ سے فرمایا کہ اپنے شوہر کو اور بیٹوں کو بلا لاؤ پس حضور نے ان پر چادر فدک کی اوڑھ دی پھر ان پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی۔ یا اللہ تحقیق یہ لوگ ہیں محمدؐ کی آل پس اپنی صلوٰت اور برکات نازل فرما اور محمدؐ اور آل محمدؐ کے تحقیق تو حمید اور بزرگ ہے بی بی ام سلمہؓ نے کہا میں نے وہ چادر اٹھائی کہ میں بھی اس میں داخل ہو جاؤں پس حضورؐ نے میرے ہاتھ سے اسکو کھینچ لیا اور فرمایا تو نیکی پر ہے۔

اس حدیث سے ازواج کی صاف نفی ہو گئی حضور نے چادر اسکے ہاتھ سے چھین لی اب بتائیے اور نفی کیا ہو سکتی ہے؟

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہا کرتے ہیں چونکہ ازواج النبی علیہ السّلام پہلے ہی داخل تھیں لہذا ان کو داخل کرنے کی ضرورت نہ ہوئی۔ یہ ان لوگوں کا وہم ہے اور بلا دلیل نظریہ ہے ورنہ ازواج النبی تو خواہش فرما رہی تھیں مگر ان کو داخل ہی نہیں کیا جا رہا۔ اگر وہ پہلے سے داخل ہوتیں اور ان پر یہ نور رحمت چمک جاتا تو تمنا کیوں کرتیں۔

نور رحمت کا ہبوط

عن عبد اللہ بن ابی طالب لما نظر رسول اللہ الی الرحمۃ هابطۃ قال ادعو لی ادعو لی فقالت صفیۃ من یا رسول اللہ قال اهل بیتی علیا وفاطمۃ والحسن والحسین فالقی علیہم النبی کساءہ ثم رفع یدیہ ثم قال اللہم هولاء الی فصل علی محمد وال محمد وانزل اللہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (مستدرک حاکم)

ترجمہ :- کہ حضور نے جب نور رحمت خاصہ کا نزول دیکھا۔ تو فرمایا میرے لئے بلاؤ میرے لئے بلاؤ بی بی صفیہ نے عرض کی یا رسول اللہ کس کو؟

فرمایا میرے اہلبیت کو یعنی علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پس وہ لائے گئے حضور نے ان پر چادر تطہیر ڈالی پھر ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! یہ ہے میری آل بس صلوٰۃ بھیج اوپر محمدؐ اور آل محمدؐ کے اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیۃ انما یرید اللہ نازل فرمائی۔ اگر داخل ہوتی تو بعد ختم دعا برائے اہل بیت اس چادر کو کیوں اٹھا کر اوپر لیتی؟ چنانچہ مسند احمد میں صاف موجود ہے دیکھئے۔

قالت فدخلت فی الکساء بعد ما قضاءہ لابن عمہ وابنیہ وابنتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۹۸

ترجمہ:۔ کہ میں اس چادر میں اس وقت داخل ہوئی۔ جب حضورؐ اپنے چچا زاد علیؑ اور اپنے بچوں حسنینؑ اور اپنی بیٹی فاطمہؑ کیلئے دعا پوری کر کے نکل چکے تھے

سبحان اللہ! بعد تکرار زوجہ کو اجازت ملی مگر وہ بھی دعا تطہیر پوری ہونے کے بعد قریشی صاحب کی سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ جن کو تو ہادی دو عالم خود داخل کریں گھر سے بلایا جائے وہ تو اہل بیتؑ نہ ہوں اور جن کو اس چادر تطہیر میں باوجود ان کی ہزار خواہشوں کے داخل نہ کیا جائے اور اگر وہ بعد تکرار اس چادر کو اوڑھ بھی لیں تو اس وقت جب کہ دعائے تطہیر پوری ہو چکی ہو۔ وہ اہل بیتؑ ہوں۔ یہ عجیب منطق ہے۔

حل شبہات قریشی

شبہ ۱ جو سیاق وسباق سے پاک ہو۔ ان کو بھی پاک کہنا چاہیے الخ

الجواب۔ سیاق اور سباق کوئی کوئی دلیل نہیں کیونکہ عام سے خاص کی طرف التفات بعید نہیں لہذا ازواج النبی کو ترغیب مطلوب ہے تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارا تعلق اب ان سے ہو گیا جن کے بارہ میں تطہیر کاملہ کی آیت نازل ہو چکی ہے تیسرا ربطہ آیات بھی توحتمادی ہے تمام آیات کا یک دفعہ ہی نازل ہونا ضروری نہیں ثالثاً داخلی اور خارجی قرائن بھی موجود ہیں داخلی ضمائر مذکر کا ہونا برخلاف آیات سابقہ کے قرینہ خارجی حدیث کساء کا تواتر اور تکرار زالعًا بیت علیؑ وفاطمہؑ ازواج النبیؐ کے گھروں کے وسط میں تھا۔ کما فی البخاری

لہذا صرف سیاق اور سباق سے اس آیت میں شمول ثابت نہیں ہو سکتا مگر قریشی صاحب اور ان کے حواریین کے پاس کوئی قول فوعًا متصل صحیح حدیث برائے شان نزول درباب ازواج موجود نہیں ہے اقوال صحابہ اور تابعین بعض کی صحت ممنوع ہے اور بعض ناقابل حجت ہے اور ان کے معارض اقوال موجود ہیں اور قرائن وغیرہ کے سہارے سیاق وسباق کے بہانے عدم نص کی دلیل ہیں شبہ ۲۔ روح المعانی جلد ۲۲ صہ ۱۳

عن ابن عباس نزلت فی نساء النبی صلعم

الجواب:۔ اس قول کی حجت پر نمود دنیا قریشی صاحب کی قلت نظر پر محمول ہے ورنہ کتب اہلسنت میں صاف لکھا ہے کہ صحیح نہیں چنانچہ دیکھئے حاشیہ الکوکب الدری شرح ترمذی از مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ط ۲۵۶ ج ۲

ان اھل البیت فی ھذہ الایۃ مختص بزوجاتہ صلی اللہ علیہ لیس بجید وانکان ھذا القول مرویا عن ابن عباس فلعلہ لا یصح عنہ۔

ترجمہ:۔ کہ اہلبیت کے اس آیت میں مختص بازواج ہونے کا قول صحیح نہیں اگرچہ یہ قول ابن عباس سے مروی ہے تاہم شاید صحیح نہیں ہے۔

یہ قول ابن عباس جس کو قریشی صاحب نے بلا توثیق و تصدیق نقل فرمایا ہے دو طرق سے مروی ہے ۱ ابن ابی حاتم اور ابن عساکر میں اسی حضرت عکرمہ سے جس پہ جرح ہو چکی ہے دوم ابن مردویہ نے سعید ابن جبیر کے طرق سے نقل کیا جس پہ ابھی ابھی ہم کوکب دری شرح ترمذی سے قریشی صاحب کے اساتذہ کی جرح دکھلا چکے ہیں اس کے برخلاف اور معارض ہماری تائید میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث موجود ہے۔ وھو ھذا۔ اخرج الحکیم الترمذی والطبرانی وابن مردویہ وابونعیم والبیہقی معاً فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قسم

الخلق قسمين فجعلنی فی خیرھما قسما فذالك قوله واصحاب الیمین واصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین وانا خیر اصحاب الیمین ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرھا ثلثا فذالك قوله واصحاب المیمنة ما اصحاب المیمنة واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسابقون السابقون فانا من السابقین وانا خیر السابقین ثم جعل الاثلاثا قبائل فجعلنی فی خیرھا قبیلة وذالك قوله وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم وانا اتقی ولد آدم واکرمھم علی اللہ تعالی ثم جعل القبائل بیوتا فذالك قوله انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فانا واھل بیتی مطھرون من الذنوب :-

ترجمہ :- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا تحقیق اللہ تعالے نے مخلوق کو دو قسموں پر تقسیم کیا اور مجھ کو بہترین قسم میں داخل کر دیا یہ مطلب ہے اصحاب یمین و اصحاب شمال کی آیت کا پھر دو قسموں کے تین حصے بنا دیئے اور مجھے بہترین ثلث میں کر دیا یہ مطلب ہے اصحاب المنیمہ اور اصحاب المشئمہ اور السابقون کی آیت کا بس میں سابقون سے اور تمام سابقون سے بہتر ہوں پھر ان تین حصوں کو قبائل میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلہ میں داخل کر دیا اور یہ ہے مطلب وجعلناکم شعوبا و قبائل کی آیت کا اور تم تمام ولد آدم

سے پرہیزگار اور اللہ کے نزدیک بزرگ ہو پھر قبائل کو بیوت بنایا اور مجھے بہترین بیت میں پیدا کیا" اور یہ مطلب ہے انما یرید اللہ کی آیت میں "بیت" کا نسب میں اور میرے اہل بیتؑ گناہوں سے پاک کئے گئے ہیں۔

قریشی صاحب اب فرمائیے

کہ یہاں بیت کس معنی میں ہے نسب میں یا سکنیٰ میں اور گناہوں سے حضورؐ کا اور حضورؐ کے اہلبیتؑ تطہیر کا پاک ہونا اہلبیت نبوت کا شرف ہے یا کچھ اور ہے؟ یہ ہے حضرت عبداللہ بن عباس کی تحقیق یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف حضرت عبداللہ آیت تطہیر کو بیت نسب پر اطلاق کریں اور دوسری جگہ ازواج النبی پر ے

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اس کے خلاف اکثر صحابہ اور تابعین کا بھی یہی مذہب تھا کہ یہاں اہل بیت سے مراد صرف خمسہ نجبا ہیں دیکھئے تفسیر خازن ج ۵ ص ۲۱۲

ذھب ابو سعید الخدری وجماعۃ من التابعین منھم مجاھد وقتادۃ وغیرھم الی انھم علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ رضی اللہ عنھم۔

مسلم شریف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوی حدیث ثقلین کا بیان صاف موجود ہے کہ ازواج النبی اہلبیت نہیں ہیں۔

من اھل بیتہ نساءہٗ قال لا وایم اللہ ان المراۃ تکون مع الرجل العصر من الاحد ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہٗ صحیح مسلم ص ۲۸۰ ج ۲

ترجمہ: کہ حضرت زید بن ارقم سے کسی نے سوال کیا کہ حضورؐ کے اہلبیت کون ہیں! حضورؐ کی بیویاں؟ فرمایا نہیں! خدا کی قسم تحقیق عورت مرد کے ساتھ کچھ زمانہ گذارتی ہے پھر طلاق دیتا ہے پس اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرجاتی ہے اہلبیت آپ کے اصل اور آپ کے خاندان کے لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

دیکھا صحابہ اور تابعین بھی ازواج کی نفی کر رہے ہیں شیعہ اس انکار میں تنہا نہیں ہیں ؎

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

مگر خدا جانے قریشی صاحب کی نظر کو کیا ہوگیا ہے کہ کچھ نظر ہی نہیں آیا

توثیق جرح بر عکرمہ خارجی

چونکہ تفسیروں میں لکھا ہے کہ قول عکرمہ یہ ہے کہ آیت تطہیر مختص بازواج النبیؐ ہے اسکا جواب ہم نے یہ دیا تھا کہ عکرمہ ثقہ نہیں بلکہ اسکا عقیدہ خارجی ہے اور خوارج

اگر اہلبیت کی فضیلت اور تطہیر کا انکار کریں تو کوئی بعید نہیں اور کچھ اقوال پیش کیے تھے مگر قریشی صاحب نے حسب عادت تقریب التہذیب ص ۲۴۲ سے اس کی تعدیل کا قول بین و مفسر نقل کر دیا اور اقوال جرح کا کوئی جواب نہیں دیا اسکا جواب یہ ہے کہ تقریب التہذیب اسماء الرجال کی ایک مختصر کتاب ہے جس کے مصنف علامہ ابن حجر عسقلانی ہیں اور اسی ابن حجر کا قول ہے کہ

والذہبی وهو من اهل الاستقراء التام في نقد الرجال

(شرح نخبۃ الفکر ص ۱۱۱ مطبوعہ دیوبند)

ترجمہ کہ علامہ ذہبی رجال پر لکھنے میں صاحب استقراء تام ہے اب ہم اس کی کتاب میزان الاعتدال سے جرح بر عکرمہ پیش کرتے ہیں۔

عکرمہ مولی ابن عباس احد اوعیۃ العلم تکلم فیه للرأی لا لحفظه فاتهم برأی الخوارج وقد وثقه جماعة واعتمده البخاری واما مسلم فتجنبه وروی له قلیلا مقرونا بغیره واعرض عنه مالک وتحایده

ترجمہ کہ عکرمہ سے لوگوں نے علم لیا ہے اور اس میں ایک نئے عقیدہ کی وجہ سے کلام ہے حفظ کی وجہ سے نہیں۔ پس تحقیق وہ خوارج کی رائے رکھتا تھا اور ایک جماعت نے اس کی توثیق کی اور امام بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے مگر اس نے بچنے کی کوشش کی ہے اس سے بہت قلیل روایات لاتے ہیں مگر

وہ بھی دوسرے راویوں کی شہادت سے اور حضرت امام مالک نے اس سے اعتراض کیا ہے۔

میزان الاعتدال

کے ص۲۰۹ پر دوسرے اقوال بھی اس کے خروج کے نقل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ایک جماعت نے اس کی تعدیل کی ہے اور ایک جماعت نے اس پر جرح کی ہے اور اس سے اعتراض کیا ہے اب قاعدہ دیکھنا چاہیے کہ جب جرح اور تعدیل میں اختلاف ہو جائے تو ترجیح کس کو ہے؟ سو قریشی صاحب کو یاد رہا ہو یا نہ مگر یہ تو علم اصول کے رسالے پڑھنے والے بچے بھی جانتے ہیں کہ والجرح مقدم علی التعدیل شرح نخبۃ الفکر ص۱۱۱) کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اب فرمائیے عکرمہ کی نسبت جرح بھی موجود ہے اور بعض بزرگوں کی تعدیل بھی اب جرح مقدم ہو گی یا تعدیل؟

اگر یہ خیال ہو کہ جرح ہر وقت مقدم نہیں ہوتی بلکہ مشروط ہے

ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فی تثبت عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضاً شرح نخبۃ الفکر ص۱۱۲

ترجمہ:۔ کہ یہ جرح صادر ہونی چاہیے ایسے شخص سے جو اس کے اسباب کا عارف ہو کیونکہ اگر وہ غیر مفسر ہو گا۔ تو اس کی جرح راوی کے ثبوت عدالت پر کوئی قدح نہ پیدا کر سکے گا اگر غیر عارف سے صادر ہو گی تو غیر معتبر ہو گی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عکرمہ کی نسبت جرح مفسر بھی موجود ہے اور ایسے افراد سے صادر ہوئی جو عارف بالاسباب جیسا کہ قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد اول ص۱۱۔

قلت قد فسرالجرح فی ھولاء اما عکرمۃ فقال ابن عمر رضی اللہ عنہ لنافع لاتکذب علی کما کذب عکرمۃ علی ابن عباس وکذبہ مجاھد وابن سیرین ومالک وقال احمد یری رای الخوارج الصفریۃ وقال ابن المدینی یری رای نجدۃ ویقال کان یری السیف والجمہور وثقوہ احتجوا بہ ولعلہ لم یکن داعیۃ۔

ترجمہ۔ کہ میں کہتا ہوں کہ ان لوگوں کی نسبت جو جرح کی گئی وہ مبین اور مفسر ہے منجملہ ان کے عکرمہ پس حضرت ابن عمر نے حضرت نافع سے کہا کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ عکرمہ نے عبداللہ بن عباس پر بولا اور مجاہد اور ابن سیرین اور مالک نے اس کی تکذیب کی ہے اور

حضرت امام احمد نے فرمایا کہ اس کی رائے خوارج کی رائے ہے۔ اور علیؓ بن مدینی نے کہا کہ خوارج بخدہ کی رائے رکھتا ہے اور بعض خلفا پر تلوار اٹھانے کا قائل تھا جمہور نے جو اس کی توثیق کی اور اس کے ساتھ احتجاج کیا ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ اپنے مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دیتا تھا۔

تو بات صاف ہو گئی کہ اس کے خارجی ہونے میں کوئی شبہ نہیں مگر دعوت نہ دیتا تھا۔ اب قریشی صاحب کو چاہیئے کہ جو عسقلانی اور علامہ عینی میں خود فرق کر لیں وہ شافعی ہے یہ حنفی ہے۔ اور قریشی صاحب بھی حنفی ہیں۔

قریشی صاحب! جرح تعدیل کا قاعدہ سامنے رکھ کر عکرمہ صاحب کا مقام فی التفسیر واضح کریں۔

توثیق حدیث سدالابواب الا باب علیؑ

قول قریشی ص ۵ پر ہے کہ حدیث دوم بر تخصیص پنجتن پاکؑ عنوان سے حدیث کے نقل کر کے ثابت کرتے ہیں کہ مسجد کے سارے دروازے بند کر دیئے گئے مگر حضرت علیؑ کا دروازہ بند نہ کیا گیا" پر ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

"افسوس کہ اس مشکوٰۃ المصابیح میں ایک روایت صدیق اکبر کی شان میں بھی اسی طرح کی موجود ہے جیسے مولوی صاحب نے بغض باطن کیوجہ سے نظر انداز کر کے اپنے مطلب کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے" (دعوت ۵ مجریہ ۷ اکتوبر ۸۶ء)

الجواب فی توثیق سد الابواب

بیشک میں ہر دشمن اہلبیت رسالت کے ساتھ بغض رکھتا ہوں مگر حدیث خوخہ حضرت ابو بکر کو نقل نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بلکہ تحقیق اور اصول نے حدیث خوخہ نقل کرنے سے منع کیا جس سے قریشی صاحب تہی دامن ہیں۔

اولاً حدیث خوخہ مسلّمات اہل سنت سے ہے مگر میں شیعہ ہوں حدیث سد الابواب سے تعارض اس وقت ہوگا جب یہی حدیث مسلمات شیعہ میں بھی مل جائے جو قریشی صاحب تبلا نہ سکے۔

دوم۔ حضرت ابو بکر کے متعلق جو حدیث کتب اہل سنت میں آئی ہے قریشی صاحب اس کا مطلب نہیں سمجھے اور آپ نے اس کے الفاظ مشکوٰۃ شریف سے نقل کر کے غلط ترجمہ کر دیا ہے مثلاً

لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر

اس کا ترجمہ قریشی صاحب نے یہ کیا ہے کہ "مسجد میں کسی کا دروازہ نہ رہے۔ بغیر ابوبکر کے دروازہ کے" (دعوت ص۵ کالم ۲ ، ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

لیجئے ہم حضرت شیخ عبدالحق صاحب

محدث دہلوی کا ترجمہ

پیش کرتے ہیں۔

باقی واشتہ نشود در مسجد ہیچ روزنے در دیوار مگر روزنے کہ در دیوار ابوبکر است وخوخہ بفتح دو خائے معجمہ دوائی درمیان آں روزنے کہ گذاشتہ کہ میشود در دیوار تا روشنائی درخانہ درآید و دریچہ باد گذرد۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۶۴۷ مطبوعہ نولکشور

یعنی کہ "باقی نہ رکھا جائے مسجد میں کوئی روشندان مگر وہ روشندان جو دیوار ابوبکرؓ میں ہے اور خوخہ بفتح دو خا" اور درمیان میں دائیں روشندان کو کہتے ہیں جو دیوار میں رکھا جاتا ہے تاکہ روشنی آتی رہے اور کھڑکی جس سے گذار ہو سکے۔

پس معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں علیؑ کا دروازہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کی کھڑکی تھی بلکہ روشندان تھا چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کا جلد ۷ ص ۵۹۲ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ ص ۱۳ پر صاف

تصریح موجود ہے کہ دروازہ علی علیہ السلام حقیقی دروازہ تھا اور ابوبکرؓ کی کھڑکی تھی جس کو مجازاً دروازہ کہا گیا ہے اس کے لئے اصل لفظ خوخہ کا ہے عمدۃ القاری کے الفاظ یہ ہیں۔

المراد بالباب حدیث علی الباب الحقیقی والذی فی الحدیث ابی بکر یراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ وقال الطحاوی فی مشکل الاثار بیت ابی بکر کان لہ باب لمشی خارج المسجد وخوخۃ الی داخل المسجد وبیت علی لم یکن لہ باب الا من داخل المسجد قلت فلذلک لم یاذن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاحد ان یمر من المسجد وھو جنب الا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان بیتہ کان فی المسجد

ترجمہ:۔ کہ حدیث علیؑ میں دروازہ سے مراد حقیقی دروازہ ہے اور حدیث ابوبکر میں مراد خوخہ یعنی روشندان یا کھڑکی ہے جیسا کہ اس کے بعض طرق میں آیا ہے طحاوی نے مشکل الاثار میں یوں تطبیق دی ہے کہ حضرت ابوبکر کے مکان کا دروازہ تو مسجد سے خارج کی طرف اور خوخہ داخل مسجد کی طرف اور مکان علی علیہ السلام کا صرف ایک ہی دروازہ تھا جو داخل مسجد نبوی تھا شارح کہتا ہے کہ اسی وجہ سے حضورؐ نے کسی کو بحالت جنب مسجد سے گذرنے کا اذن نہ دیا۔

سوائے علی علیہ السلام کے کیونکہ ان کا مکان ہی مسجد میں تھا۔ اور فتح الباری کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمالیجئے تاکہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائے۔

یحمل مافی قصۃ علی علی الباب الحقیقی ومافی قصۃ ابی بکر علی الباب المجازی والمراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ وکانھم لما امروا بسد الابواب سدوھا واحدثوا خوخا یستقربون الدخول الی المسجد منھا فامروا بعد ذالک بسدھا۔

ترجمہ: کہ قصہ علی علیہ السلام میں جس دروازہ کا ذکر ہے وہ حقیقی دروازہ ہے اور قصہ ابوبکر والا دروازہ مجازی ہے ورنہ اصل وہ کھڑکی ہے گویا کہ لوگوں کو جب حکم ہوا کہ دروازے ازجانب مسجد بند کرو تو انہوں نے دروازے بند کرکے کھڑکیاں کھول لیں تاکہ مسجد میں قریب سے داخل ہوسکیں اس کے بعد حکم ہوا کہ تمام کھڑکیاں بھی سوائے کھڑکی ابوبکر کے بند کردو۔

پس معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں علی علیہ السلام کا دروازہ ابوبکر کی کھڑکی یا روشندان جس سے روشنائی وغیرہ آسکے اب آپ ہی فرمائیں کہ کھڑکی اور دروازہ میں تعارض کیسا؟ میں دروازہ کی موجودگی کھڑکی کا ذکر کیا کرتا؟ جبکہ غیر کو بحالت جنب حضور پرنور گذرنے کا اذن ہی نہ دیا

جس کو اذن دیا جس کا دروازہ رہا وہی پاک ہوا اور وہ امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ذاتِ والا صفات۔

حضرت ابو بکرؓ کی یہ فضیلت علیؑ کے سامنے تو کچھ وقعت نہیں رکھتی کیونکہ صاحب باب کے سامنے کھڑکی اور روشندان والے کی کیا وقعت؟ البتہ حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت ابو بکرؓ کی یہ فضیلت ہو سکتی ہے۔ جن کا حضور رحمۃ اللعالمین نے باوجود اصرار و تکرار کے روشندان بھی مسجد میں نہ رکھنے دیا۔

اگر یہ دیکھنا بھی مقصود ہو کہ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کا روشندان بھی بطرف مسجد نبوی پسند نہ فرمایا تو دیکھئے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۲۹۶ شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ

در روایتے آمدہ است کہ عمر رضی اللہ درخواست کرد کہ در دیوار خانہ خود روزنے گذارد کہ نظر کند بر سول خدا در ہنگامہ می درآید بمسجد پس فرمود رسول خدا صلی اللہ نگذارد اگرچہ مقدار سوفاء سوزن باشد۔

یعنی "ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ مجھے اپنے گھر کی دیوار میں ایک روشندان رکھنے کی اجازت دیجئے جس سے کہ میں حضور کو مسجد میں آتے وقت

وقت دیکھ لیا کروں۔ حضورؐ نے حکم دیا بالکل نہ نکالے اگرچہ سوئی کے ناکے تک کے مطابق ہو۔

مضحکہ خیز استدلال

اہل السنت کے بعض بزرگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے خوخہ سے ان کی خلافت پر استدلال فرمایا ہے جیسا کہ عینی شرح بخاری جلد ۲ ص ۵۹۲ اور فتح الباری ص ۱۲ جلد ۷ میں لکھا ہے۔

وفیہ اشارۃ قویۃ الی استحقاقہ للخلافۃ

کہ اس میں قوی اشارہ حضرت ابوبکرؓ کے مستحق خلافت ہونے کی طرف ہے۔ سبحان اللہ! جسکی طرف کھڑکی کھلی رہے وہ تو مستحق خلافت اور جس کا سوئی کے برابر سوراخ نہ رہے دوسرے درجہ پر وہ مستحق خلافت مگر جس غریب کا پورا دروازہ مسجد نبوی میں ہامر پیغمبر کھلا رہے وہ نہ درجہ اول پر مستحق نہ درجۂ دوم پر نہ سوم اور اگر ہیں درجہ چہارم پر بن بھی جائے۔ تو صحابہ کرام تلواریں لیکر لڑنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اے انصاف تو کہاں ہے!

سچ ہے!

ولکن اکثر الناس لا یعلمون

دروازہ جناب امیر بامر پروردگار

طبرانی دراوسط بنقل ثقات مے آرد کہ اصحاب ہمہ جمع شدہ امدند و گفتند یا رسول اللہ درہائے ہمہ رابستی درباب علیؑ راکشادہ داشتی فرمود نہ من بستم و نہ کشادم خدا لبست وخدا کشاد من مامورم لبد جمیع ابواب غیرباب علی علیہ السلام۔ (جذب القلوب شاہ عبدالحق ص۱۶۱)

ترجمہ:۔ طبرانی اوسط میں ثقہ راویوں کی سند سے یہ حدیث لایا ہے۔ کہ تمام اصحاب جمع ہوکر دربار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ نے سب کے دروازے بند کروا دیئے۔ مگر دروازہ علی علیہ السلام کو کھلا رہنے دیا۔ فرمایا نہ میں نے بند کروائے نہ میں نے کھلوائے خدا نے ہی کھلوائے اور خدا نے ہی بند کرائے ہیں تو مامور ہوں کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اور دروازہ علی علیہ السلام کھلا رہنے دیا جائے خصائص نسائی ص۳ مطبوعہ لاہور پر بھی اس کی تفصیل موجود ہے۔

دلالت حدیث سد الابواب بر تطہیر اہلبیت

درباب تطہیر اہلبیت ہم نے اس حدیث کو اس لئے نقل کیا تھا

کہ کتب اہل سنت میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ حضورؐ نے بجواب اصحاب فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام پر کہ ایک مسجد بنا کر صفت طہارت سے موصوف ہو اور اس میں سوائے تیرے اور ہارون اور پسران ہارون شبر اور شبیر کے کوئی سکونت نہ اختیار کرے ایسے ہی مجھے وحی ہوئی کہ میں ایک مسجد بناؤں کہ طاہر ہو اور اس میں سوائے میرے اور علی علیہ السلام اور پسران علی علیہ السلام یعنی حسنؑ اور حسینؑ علیہ السلام کے کوئی ساکن نہ ہو۔

(جذب القلوب ص۱۹۴ مطبوعہ بمبئی)

پس یہ حدیث تطہیر پنجتن پاکؑ کی دلیل ہے اور اس میں اہلبیت کا اثبات اور غیر کی نفی بھی موجود ہے مگر قریشی صاحب کو کہاں نظر آئے

توثیق حدیث سد الابواب الا باب علی

اس کے بعد قریشی صاحب نے جو جرح بر حدیث سد الابواب نقل فرمائی ہے اس کی حقیقت بھی سن لیجئے فرماتے ہیں کہ

"رہا مولوی اسماعیل صاحب کا پیش کردہ استدلال اس کو مسند احمد میں بدیں الفاظ نقل کیا گیا ہے۔

امر رسول اللہ بسد الابواب الشارعة فی المسجد وترک

باب علی۔ (قرۃ العین ص۲۸۹)
میں اسے شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے نقل کرکے لکھا ہے۔

۱۔ فیہ مجہول کہ اس روایت میں مجہول راوی موجود ہے۔

۲۔ امام نسائی نے بھی اس طرح فرمایا ہے۔

۳۔ خطیب نے فرمایا کہ اس میں راوی مجاہیل ہیں۔

۴۔ بعض نے کہا۔ کہ اس کو شیعوں نے گھڑا ہے۔

پس بہر حال اس سے بھی مولوی اسماعیل کا مدعا بر نہ آیا۔ (دعوت ص۸)

اَلْجَوَاب

قریشی صاحب کا یہ تمام سرمایہ تحقیق جرح تعدیل شاہ ولی اللہ صاحب کی قرۃ العین سے ماخوذ ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے مگر عرض یہ ہے کہ یہ شاہ ولی اللہ بزرگ وہی ہیں جن کی تحقیق سے قریشی صاحب صدر مبلغ تنظیم مناظرہ جھوک دایہ میں بدیں قول انکار کر چکے ہیں کہ "میری اپنی تحقیق ہے اور شاہ ولی اللہ کی اپنی" بخاری شریف سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں خیر اس وقت کام اس طرح نکلتا تھا اور اب اس طرح۔

لیجئے! ہم شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کے تمام ترا ثاثہ کی نسبت

عرض کر دیتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے مجمل فرمایا ہے اس کی تفصیل بھی سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ حدیث باب میں شاہ صاحب کی جرح کا بھرم بھی کھل جائے۔

اثاثہ شاہ ولی اللہ بر جرح حدیث باب

حضرات! شاہ صاحب نے یہ تمام تر اثاثہ ابن حجر عسقلانی کے رسالہ القول المسدد فی الذب عن المسند للامام احمد ص ۶ سے لیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب الشارعۃ فی المسجد وترک باب علی وھذا الحدیث علتہ عبد اللہ بن شریک کان من اصحاب المختار ولکن قیل انہ تاب وقال الجوزجانی انہ کذاب وعبد اللہ بن الرقیم جھلہ النسائی ایضا وقد اورد ابن الجوزی ھذا الحدیث ایضا فی الموضوعات وقال انہ باطل لا یصح ثم قال انہ من وضع الرافضۃ قابلوا بہ الحدیث المتفق علی صحتہ فی سد الابواب غیر باب ابی بکر وھو فی الصحیحین الخ

ترجمہ۔ کہ حدیث سد الابواب عبد اللہ بن شریک کی وجہ سے معلل ہے کہ وہ اصحاب مختار سے ہے لیکن بعض کا قول ہے کہ تائب

ہوگیا تھا جوزجانی نے کہا کہ وہ کذاب تھا عبداللہ الرقیم کو نسائی نے مجہول کہا۔ مزید آنکہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں وارد کیا اور کہا کہ یہ باطل غیر صحیح ہے پھر کہا کہ یہ منجملہ موضوعات روافض ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ حدیث صحیح کا مقابلہ کیا جو صحیحین میں ابوبکر کے حق میں ہے۔

جواب جرح از ابن حجر عسقلانی

افسوس شاہ صاحب نے رسالہ المسدد سے سوال کی شق تو نقل فرمائی مگر اسی رسالہ کے ص۱۶ سے جوابات نقل نہ فرمائے تاکہ فضیلت علی بر عمر نہ ثابت ہو جائے کیونکہ شاہ صاحب مرحوم فاروقی ہیں لہذا ہم غلامان حیدر کرار یہ خدمت بجا لاتے ہیں تاکہ ذکر علی عبادۃ کا ثواب حاصل ہو لیجئے سنیئے!

حدیث سد والابواب الاباب علی ذکرہ من روایۃ سعد من روایۃ ابن عمر قول ابن الجوزی انہ باطل وانہ موضوع دعوی لم یستدل علیہا الا بمخالفۃ الحدیث الذی فی الصحیحین وھذا اقدام علی رد الاحادیث الصحیحۃ بمجرد التوھم ولا ینبغی الاقدام علی الحکم بالوضع الا عند

عدم امکان الجمع ولا یلزم من تعذر الجمع فی الحال
ان لا یمکن بعد ذالك اذ فوق کل ذی علم علیم وطریق
الورع فی مثل هذا ان لا یحکم علی الحدیث بالبطلان
بل یتوقف فیہ الی ان یظہر لغیرہ مالم یظہر لہ
وھذا الحدیث من ھذا الباب ھو حدیث مشہور لہ طرق
متعددۃ کل طریق منہا علی انفرادہا لا تقصر عن رتبۃ
الحسن ومجموعہا مما یقطع بصحتہ علی طریقۃ کثیر من
اھل الحدیث (القول المسدد ص ۱۶ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد)

ترجمہ کہ حدیث سدوا الابواب الا باب علی کو امام احمد نے سعد بن
سعد اور روایت ابن عمر سے ذکر کیا ہے ابن الجوزی کا قول کہ وہ باطل
ہے اور موضوع ہے دعوی بلا دلیل ہے جس پر وہ سوائے مخالفۃ
حدیث خوخہ کے جو صحیحین میں ہے کوئی دلیل نہیں لا سکا اور یہ اس
کا اقدام حدیث صحیحہ کو صرف وہم کی بنا پر رد کرنے کا اقدام ہے ایسا
اقدام ہرگز نہ کرنا چاہیئے مگر جب جمع کا اقدام ختم ہو جائے تو وہ
حدیثوں میں فی الحال جمع متعذر اور محال ہونے سے یہ تو لازم نہیں
آتا کہ آئندہ بھی جمع ممکن نہیں کیونکہ فوق کل ذی علم علیم ہے ایسے
مقام میں طریق ورع اور احتیاط یہ ہے کہ حدیث کو باطل نہ کیا جائے

بلکہ توقف کیا جائے یہاں تک کہ جو اس کے لئے ظاہر نہیں ہو وہ غیر کے لئے ظاہر ہو جائے اور یہ حدیث اسی باب سے ہے اور یہ حدیث مشہور ہے اس کے طرق متعدد ہیں ہر ایک طریقہ انفرادی حیثیت میں بھی رتبہ حسن سے کم نہیں اور تمام کا مجموعہ تو اس کی صحت کو درجہ قطع اور یقین تک پہنچا دیتا ہے بنا بر طریقہ اکثر محدثین۔

لیجئے! ابن حجر کی اس عبارت سے اس حدیث کی صحت کا قطعی ہونا بھی ثابت ہو گیا اور ابن جوزی کی رد بھی ہو گئی اس کے بعد علامہ ابن حجر نے اس کے متعدد طرق کی فہرست دی ہے ہم اس کو نقل کیے دیتے ہیں تاکہ تائید اور توثیق ہو جائے۔

توثیق طریق اوّل

ما رواہ الامام احمد فی مسندہ فی مسند زید بن ارقم قال حدثنا محمد بن جعفر حدثنا عوف بن میمون عن زید بن ارقم قال کان لنفر من اصحاب رسول اللّٰہ ابواب شارعۃ فی المسجد قال فقال یومًا سدوا ھذہ الابواب الا باب علیؑ قال فتکلم فی ذالک اناس قال فقام رسول اللّٰہ فحمد اللّٰہ واثنیٰ علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت

سد هذه الابواب غير باب علیؑ فقال فیہ قائلکم وانی
واللہ ما سددت شیئاً ولا فتحتہ ولکن امرت بشئی فاتبعتہ ۔
ترجمہ۔ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام کے دروازے
مسجد سے گذرتے تھے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک روز
حکم دیا کہ سب دروازے بند کر دو سوائے دروازہ علی علیہ السلام کے
لوگوں نے اس میں چہ میگوئیاں کیں تو نبی کریم نے کھڑے ہو کر تقریر
فرمائی اور بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ میں نے ان دروازوں کے متعلق سوائے
دروازہ علیؑ کے بند کرنے کا حکم فرمایا تھا اور تم نے اس میں اعتراضات
کئے پس اللہ کی قسم میں نے کسی چیز کو بند کیا نہ کھولا مگر میں حکم دیا گیا
ہوں پس میں نے اس حکم کی تابعداری کی ۔
اس کے بعد علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو احمد
کے علاوہ امام نسائی نے بھی سنن کبریٰ میں محمد بن بشار بندار سے
اس نے محمد بن جعفر غندر سے اسی سند کیساتھ روایت کیا ہے اور
حاکم نے مستدرک میں ابوبکر احمد بن جعفر قطعی سے اس نے عبداللہ
بن احمد بن حنبل سے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور
اس کے علاوہ حافظ ضیا الدین مقدسی نے الاحادیث المختار میں بھی
ذکر کیا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں طریق دیگر سے ذکر

کر کے میمون کی وجہ سے اس کو معلل کہا۔ پس یہ ابن جوزی کی خطا ظاہر ہے کیونکہ میمون کو بہت سے لوگوں نے ثقہ کہا ہے اگرچہ بعض نے اس کے حافظے میں کلام کی ہے لیکن ترمذی نے اس کی حدیث کو صحیح کہا ہے حالانکہ وہ اس میں زید بن ارقم سے منفرد اور ہمارے شیخ نے یہ طریقہ ذکر نہیں۔

الغرض یہ ابن جوزی کی غفلت ہے منجملہ اس کے طرق کے ایک وہ طریقہ ہے جس کو امام نسائی نے سنن کبریٰ میں محمد بن وہب سے اور اس نے مسکین بن بکیر سے ذکر کیا اور اس کی تخریج معانی الاخبار میں ایک دیگر طریقہ سے بھی موجود ہے اور ترمذی نے محمد بن حمید سے اور اس نے ابراہیم بن مختار سے دونوں نے شعبہ سے اس نے ابو بلج سے اس نے عمرو بن میمون سے اس نے ابن عباس سے کہ حضور نے حکم دیا کہ تمام دروازے بند کرو سوائے دروازہ علیؑ کے۔

طریق دوم

روی الامام النسائی ایضاً من طریق ابی عوانۃ الوضاح عن ابی بلج یحیٰی عن عمرو بن میمون قال قال ابن عباسٍ فی اثناءِ حدیثٍ طویلٍ وسد ابواب المسجد غیر باب علیؑ فکان یدخل

المسجد وهو جنب وهو طریقہ لیس لہ طریق غیرہ

مسند جلد ۱ ص ۳۳۱

(خصائص نسائی ص ۳۲ مطبوعہ لاہور) القول السدید ص ۱۷

ترجمہ:۔ کہ سوائے دروازہ علی علیہ السلام کے تمام دروازے بند کرو بس حضرت علی علیہ السلام بصورت جنب مسجد سے گذرتے تھے ان کا وہی راستہ تھا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔

یہ حدیث معانی الاخبار میں حاتم بن عقیل یحییٰ بن اسمٰعیل سے بھی مروی ہے

ابن جوزی موضوعات میں طریق ابو نعیم سے حلیہ میں ذکر کیا ابو بلج اور یحییٰ بن عبد المجید کی وجہ سے اس طریقہ کو معلل کہا۔ مگر یہ جرح صحیح اور درست نہیں کیونکہ یحییٰ سے اس کی روایت منفرد نہیں ہے کیونکہ نسائی نے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص سے ایک دوسرے طریق سے اسی معنیٰ میں ذکر کیا ہے

طبرانی نے اس کو اوسط میں ترجمہ علی علیہ السلام بن سعد میں طریق حکم بن عتیبہ سے اس نے مصعب بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس کو حکم سے سوائے معاویہ بن میسرہ بن شریح کے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ قاضی شریح کندی کا پوتا ہے۔ امام بخاری نے اس کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس نے حکم بن عتیبہ سے سنا ہے مگر اس نے کوئی جرح

نہیں کی اور ابن حبان نے اس کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابراہیم بن مالک اصحابی اس نے اسمٰعیل بن عمرو بجلی اس نے ناصح اس نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے یہ پوری حدیث نقل کی ہے اور امام نسائی نے بھی حدیث ابن عمر کو ایک دوسری سند صحیح سے ذکر کیا ہے جس کے تمام رجال صحیح کے ہیں سوائے علاء کے اور وہ بھی ثقہ ہے اس کی توثیق یحیٰی بن معین وغیرہ سے کی ہے اور عرار ک کے باپ کا نام ہے۔

فھذہ الطرق المتظاھرۃ من روایات الثقات تدل علی ان الحدیث صحیح دلالۃ قویۃ وھذہ غایۃ نظر المحدث نحوہ۔ پس یہ تمام طرق جو ایک دوسرے کی تائید اور تعاون کر رہے ہیں اس بات پر دلالت قویہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ ہے محدث کی انتہائے نظر۔

اس کے بعد علامہ ابن حجر نے حدیث باب اور حدیث خوخہ کی یہ تطبیق دی ہے کہ وہ دروازہ تھا اور یہ کھڑکی پس کوئی تعارض نہیں اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فکیف یدعی الوضع علی الاحادیث الصحیحۃ بمجرد ھذا التوھم ولو فتح ھذا الباب لرد الاحادیث لادعی فی کثیر من

الاحادیث الصحیحۃ البطلان ولکن یابی اللہ ذالک والمومنین

ترجمہ:۔ پس صرف توہمات کی بنا پر احادیث صحیحہ پر کیسے وضع کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے انکار حدیث کے لئے اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے تو بہت سی صحیح حدیثوں کو باطل کرنے کے لئے بھی یہ دعویٰ ہو سکتا ہے لیکن اللہ اور مومنین اسکا انکار کریں گے۔

تنظیمی مولوی کریں یا نہ کریں

اس تحقیق کا خلاصہ علامہ ابن حجر مکی نے فتح الباری جلد ۷ ص ۱۴ پر ایک تنبیہ کے ضمن میں بھی فرمایا ہے جس میں حدیث باب کی پوری توثیق بیان کی ہے۔

قریشی صاحب کو چاہیئے کہ وہاں نظر فرما کر جرح کریں

یہ ہے قریشی صاحب کی جرح پر حدیث باب کا جواب

لایاتون بجوابہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔

تنظیم اہلسنت کے صدر مبلغ مولوی دوست محمد صاحب قریشی بریلوی کا پیر و مرشد سیالوی صاحب کی وکالت فرماتے ہوئے اخبار دعوت ۶ کالم ۲ مجریہ ۷ اکتوبر ۵۸ء میں یوں گوہر افشاں ہیں کہ قرآنی آیات

کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہلبیت کا لفظ گھر والوں پر استعمال کیا جاتا ہے اور گھر والے اولا بالذات ازواج ہی ہوتی ہیں۔

اَلجوابُ

افسوس قریشی صاحب اپنی کتب سے کسقدر ناواقف ہیں، پڑھنے پڑھانے کے درسیات کو بھی زیب طاق نسیان کر رکھا ہے۔ کہ ازواج کو" اولا بالذات" گھر والے بنا رہے ہیں حالانکہ ان کی اپنی درسی کتاب ھدایہ آخرین ص۶۶۹ جلد۴ کتاب الوصایا میں صاف لکھا ہے کہ۔

ولو اوصیٰ لاھل بیت فلانٍ یدخل فیہ ابوہٗ وجدہٗ لان الاب اھل البیت ولو اوصیٰ لاھل نسبہ او لجنسہ فالنسب عبارۃٌ عمن ینسب الیہ والنسب یکون من جھۃ الآباء وجنسہ اھل بیت ابیہ دون امہ لان الانسان یتجنس بابیہ بخلاف قرابۃ حیث یکون من جانب الام

ترجمہ:- اگر کسی نے کسی کے اہل بیت کے لئے وصیّت کی تو اس کے اہل بیت میں اس کا باپ اور دادا بطریق اولیٰ داخل ہوں گے کیوں کہ گھر کی اصل باپ ہوتا ہے اور اگر کسی اہل نسب یا اس کی جنس

جنس کے لئے وصیت کی تو نسب سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو اس
کی طرف منسوب ہیں اور نسب اباؤ اجداد کی طرف ہوتا ہے اور جنس
سے مراد باپ کے اہل بیت ہوں گے نہ کہ ماں کے کیونکہ انسان اپنے
باپ کی جنس ہوتا ہے بخلاف قرابت داران مادری کے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قریشی صاحب کو اهل الرجل اور اهل البیت اور آل فلاں میں فرق معلوم نہیں۔ اهل الرجل زوجته امام ابو حنیفہ کا مذہب ضرور ہے مگر صاحبین یعنی قاضی ابو یوسف اور امام محمد خود ان کے شاگرد ہی اس کے بھی خلاف ہیں کما فی الهدایه فانوفی باهیکم اجمعین سے ان کی تائید بھی موجود ہے مگر اہل بیت فلاں یا آل فلاں سے مراد مطلق بیوی تو کسی نے بھی نہیں لکھی۔

اگر مزید تفصیل درکار ہو تو

قریشی صاحب کو چاہیئے کہ ہدایہ شریف کھول کر یہ بھی دیکھ لیں و
لو اوصٰی لآل فلان فهو لاهل بیته لان الآل القبیلة
التی نسب الیها ہدایہ آخرین ص ۶۷۹

ترجمہ:- کہ آل فلاں مراد اس کے اہل بیت ہوتے ہیں کیونکہ
آل اصل میں قبیلہ ہے جس کی طرف مرد منسوب ہوتا ہے۔

اہل الرحل کی تحقیق ذیل میں آرہی ہے۔ معلوم ہوا کہ زوجہ اصلاً اور بالذات گھر والی نہیں ہوتی بلکہ مرد ہوتا ہے عورت گھر میں آ بھی سکتی ہے۔ اور خارج بھی ہو سکتی ہے مگر کیا کیا جائے قریشی صاحب کا تو مطالعہ ہی محدود ہے۔

اب رہیں قرآنی آیات

تو اس کی تحقیق یہ ہے۔

آیت ۱ ۔ أتعجبين من امر الله رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد۔

قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ دیکھئے اس آیت میں پیغمبر کی بیوی پر اہلبیت کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے۔

الجواب

معلوم ہوتا ہے کہ قریشی صاحب نے یہ تو اپنے علماء کے ترجمے دیکھے ہیں نہ تفسیریں اور نہ ہی اس آیت کی تفسیر پر نگاہ کی نہ حقائق پر بس سرسری نگاہ سے جو کچھ سمجھ میں آ گیا فوراً پیر سیالوی کا دم بھرنے کی خاطر لکھ دیا ورنہ قریشی صاحب کے مشہور مسلم بزرگ

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ترجمہ میں یہاں بیوی کی بجائے
اس خاندان کے لوگ لکھ رہے ہیں۔ دیکھئے ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی
مطبوعہ تاج کمپنی لاہور و کراچی ص۲۵۵ پ ۱۲ سورہ ہود۔

قالوا أتعجبين من أمر الله رحمت الله وبركاته
عليكم أهل البيت انه حميد مجيد۔

ترجمہ:۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی
ہو۔ اور خصوصاً اس خاندان کے لوگو تم پر تو اللہ کی رحمت اور انواع
قسم کی برکتیں نازل ہوتی رہی ہیں۔

سوچئے! یہاں لفظ اہل بیت سے مراد مولوی اشرف علی صاحب
کے نزدیک اس خاندان کے لوگ ہیں اور قریشی صاحب کے نزدیک
صرف بیوی نہ معلوم اب کون سچا ہے! شاید اب قریشی صاحب
جان چھڑانے کے لئے۔

مناظرہ جھوک دایا والا کردار

یہاں بھی پیش کرتے ہوئے فرمادیں کہ میری اپنی تحقیق ہے اور
تھانوی صاحب کی اپنی کیونکہ مذہب اہل السنت میں فقدانِ دلائل
کی بدولت قریشی صاحب مسلمات کا انکار کرنے کے عادی ہوتے

جاتے ہیں۔ بھلا جو بخاری شریف سے انکار کر جائے اور امام زہری کو شیعہ کہہ کر جان بچائے اس کے سامنے حضرت تھانوی صاحب کیا چیز ہیں حالانکہ تھانوی صاحب مقتدائی و مرشد علماء دیوبند ہیں۔ شاید قریشی صاحب نے آیت کی ترکیب معنوی پر غور نہیں فرمایا ورنہ آپ کو تفسیروں میں یہ نظر آجاتا کہ رحمۃ اللہ و برکاتہ الخ کلام مستانف حاشیہ بیضاوی ص۵۴ جلد ۲ کہ رحمۃ اللہ و برکاتہ کلام جدید ہے دوسرا بیان پر اہل البیت سے مراد اہل بیت نبوۃ ہے نہ کہ اہل بیت سکونت جیسا کہ بیضاوی شریف میں ہے۔ اھل البیت النبوۃ والمعجزات

قریشی صاحب سنیئے

بی بی اہل بیت نبوۃ میں چار وجہ سے داخل ہے ۱۔ ابراہیم نبی کی چچا زاد بھی ہے خاندان واحد ہے ۲۔ اسحاق نبی کی ماں یعقوب نبی کی دادی انبیاء بنی اسرائیل کی اصل ۳۔ مکالمہ مشارفہ الیہ سے مشرف ۱۔ روایت ملائکۃ اللہ سے ممتاز ایسی زوجہ رسول کو ہم ضرور اہل بیت نبوت میں داخل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ازواج النبی میں حضرت خدیجہ الکبریٰ کو یہ شرف حاصل ہے۔

بحث اہل بیت تطہیر اور اہل بیت نبوت میں ہو رہی ہے

نہ کہ اہل بیت سکونت میں قریشی صاحب !
یہ تعجبین تک صرف بی بی صاحبہ سے خطاب ہے اور رحمۃ اللہ وبرکاتہ، علیکم اہل البیت میں تمام اہل بیت نبوت حضرت ابراہیم معہ سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل سب داخل اور اس کی تفصیل قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے جیسا کہ تفسیر مظہری ص۹۲ جلد ۵ میں ہے کہ رحمت سے مراد نبوت اور برکات سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں دیکھئے !

قیل الرحمۃ النبوۃ والبرکات الاسباط من بنی اسرائیل لان انبیاء بنی اسرائیل منہم وکلہم من اولاد سارہ

ترجمہ :- رحمت سے مراد نبوت اور برکات سے مراد تمام سبط ہیں بنی اسرائیل کے کیونکہ تمام بنی اسرائیل اولاد حضرت سارہ سے ہیں۔

پس یہاں بھی ثابت ہوا کہ اہلبیت سے مراد خاندان ابراہیم علیہ السلام کے معصوم افراد قابل رحمت وبرکت مراد ہیں نہ صرف زوجہ من حیث الزوجہ آل ابراہیم کے فضائل کی تمام آیات اس کی شاہد ہیں آیت ۲ قریشی صاحب فرماتے ہیں کہ اب لفظ بیت کے بغیر اہل کا اطلاق ملاحظہ فرمائیے اذ قال لاہلہ امکثوا

جبکہ فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل کے لئے یعنی بیوی کیلئے

اَلْجَوَابُ

اہل سے مراد صرف بیوی لینے والوں کی سب سے بڑی دلیل یہ آیت ہے کہ یہاں بیوی کے ساتھ احتمال غیر نہیں۔ حالانکہ یہاں بھی صرف بیوی نہ تھی۔ جیسا کہ قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب جلالین کے حاشیہ تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۴۲ میں ہے

قولہ امکثوا عنا اتی الجمع الذکور وان کان الخطاب لامرأتہ تعظیما اومراعاۃ لمن معہا من الخدم والاولاد۔ یہاں پر صیغہ جمع مذکر یا تو برائے تعظیم زوجہ موسیٰ علیہ السلام ہے یا ان لوگوں کی رعایت کے واسطے ہے جو ہمراہ تھے خادم اور اولاد اذجاء الاحتمال بطل الاستدلال

جناب قریشی صاحب کو لفظ اہل سے صرف بیوی مراد لینے کے لئے یہ آیت تو نظر آگئی مگر اسی سورہ طٰہٰ میں

واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی نظر نہ آئی جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی حضرت ہارون علیہ السلام داخل اہل بنتا تھا۔

کیوں قریشی صاحب

جب آپ لفظ اہل کو صرف زوجہ کے لئے صرف کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ کے امام اعظم بھی اھل الرجل زوجتہ کے قائل تھے۔ تو فرمایئے۔ کہ ان آیات کا کیا جواب ہے؟۔

۱۔ رب ان ابنی من اھلی

۲۔ یا نوح انہ لیس من اھلک

۳۔ واتینہ اھلہ ومثلھم

۴۔ فابعثوا حکمًا من اھلہ وحکمًا من اھلھا

۵۔ فانجینہ واھلہ

۶۔ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ

لیجئے! یہ آیات مطلق اہل کو بھی خاندان اور کنبہ کے معنے میں بتلاتی ہیں لہذا بلا قرینہ مطلق لفظ اہل کو زوجہ کے لیے لینا معنے ندارد اگر کسی قرینہ سے آجائے تو ہمیں انکار نہیں مگر آیت تطہیر میں لفظ اہل بیت کے اندر جن کو قریشی صاحب داخل کرنا چاہتے ہیں وہ نہ تو از روئے معانی نہ از روئے حدیث اور نہ ہی از روئے تفسیر داخل ہیں۔

حضرات قارئین آپ کو معلوم ہے کہ پیر سیالوی کے انکار پنجتن
پاک کی بحث اصل میں پیر صاحب سیال شریف سے چل رہی تھی
مگر مولوی دوست محمد صاحب نے جب دیکھا کہ پیر صاحب جواب
نہیں دے سکتے تو خواہ مخواہ درمیان میں حسب عادت کود پڑے
کیونکہ قصیر القامت ہونے کی وجہ سے پھدکنا کودنا توان کی طبیعت
میں داخل ہے۔ یعنی آپ نے وکالت سنبھال کر خود انکار پنجتن پاک
٥ پیش کی ہے اور جس چیز پر اترا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن
مجید میں بعبارۃ النص نام لے کر پنجتن پاک کی تطہیر کی تخصیص دکھلاؤ
ورنہ پنجتن پاک کہنا غلط ثابت ہوا۔

سے دلائل دینے شروع کر دیئے سب سے بڑی دلیل جو آپ نے انکار پنجتن ٥

اَلجَوابُ

معلوم ہوتا ہے کہ قریشی صاحب نے سیالوی صاحب کی
وکالت سنبھالتے وقت ابتدائی رپورٹ نہیں پڑھی۔ ورنہ اس
دعویٰ اور دلیل کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ قریشی صاحب ذرا
پیر صاحب کا ابتدائی خط جس میں یہ بحث شروع ہوئی پڑھیے تاکہ
آپ کو اپنی دلیل کی وزنیت سمجھ آجائے۔
سیالوی کا اصل خط جو صداقت مجریہ ۲۰ اپریل ۸۵ء میں شائع

ہوا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

کہ لفظ پنجتن پاک قرآن وحدیث کی اصطلاح تو ہے نہیں نہ ہی سلف صالحین سے مروی ہے بہت بعد میں ایرانی لغت اور اصطلاح ہے الخ

یہ ہے پیر صاحب کا دعویٰ کہ لفظ پنجتن پاک نہ قرآن کی اصطلاح نہ مذہب کی نہ سلف صالحین سے مروی ہے۔ اب قریشی صاحب کی دلیل کا خصوص اور دعویٰ کا عموم دیکھو فیصلہ فرمائیے کہ قریشی صاحب کہاں اور سیالوی کہاں۔

قریشی صاحب کا فرض تھا

پیر صاحب سے کہہ دیتے کہ حضور میں تو صرف قرآن کی بات سنبھال سکتا ہوں۔ کیونکہ وہ ذرا اجمال میں اصولوں سے بحث کرتا ہے تفصیل میں جاتا نہیں اسماء شماری اس کا اسلوب نہیں۔ یہ حدیث اور سلف صالحین کی جو آپ نے نفی کی ہے۔ اس کو آپ جانئیے۔ اگر ایسا کہہ دیتے تو سیالوی آپ کو وہاں نامراد بلکہ جھگڑالوی بے دین کہہ کر وکالت سے برطرف کر دیتے کیونکہ پورا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے آپ کے پاس دلائل نہیں ہیں بیچارے

کریں تو کیا کریں۔ مجھے آپ کی مجبوریوں کا پورا احساس ہے قرآن وحدیث اقوال سلف صالحین میں تخصیص پنجتن پاک کے ہزارہا دلائل موجود ہیں۔ اگر مانیں تو برادری نہیں مانتی اگر انکار کریں تو کثرت ادلہ کا جواب نہیں بنتا۔

قریشی صاحب! اگر جرأت ہے۔ تو پیر صاحب کا پورا دعوی نبھائیے ورنہ ہٹ جائیے وہ دولت مند ہیں۔ کوئی اور وکیل کر لیں گے۔ بریلویت کو چکڑالویت میں کیوں مدغم کر رہے ہیں؟ قریشی صاحب پیر صاحب کی تو یہ فراخدلی ہے کہ قرآن وحدیث اور سلف صالحین کی آڑ لے کو بیلو تہی کرنا چاہتے ہیں۔

انکارِ پنجتن پاک کے انحصار القرآن کی حقیقت

آپ کا اس بات پر اترانا کہ قرآن مجید میں وہ کونسی آیت ہے جس میں صراحتاً اسماء کے ساتھ سیدنا علی علیہ السلام سیدنا حسنؑ سیدنا حسینؑ سیدہ فاطمہؑ کا ذکر ہے؟ کوئی نئی بات نہیں۔ کوئی انوکھا اجتہاد نہیں اور کسی اعلیٰ علمیت پہ بھی مبنی نہیں۔ ایسا استدلال جملہ مخالفان اسلام کا مرتدان ناہنجار اور نیچریان بے لگام دورِ حاضرہ میں ہر روز کر کے اسلام کے بنیادی اصول کا انکار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

قریشی صاحب! پنجتن پاک کی اصطلاح تو اہل بیتؑ کے باب

تفصائل سے تعلق رکھتی ہے شیعہ کے اصول چہارم مسئلہ امامت میں خمسہ نجباء کے خصوصی فضائل کی بات ہے باقی قیودات تو شاید آپ اصول اسلام بھی نہ ثابت کر سکیں اگر یقین نہ ہو تو ذرہ براہ کرم۔

اسلام کے ابتدائی پانچ اصول

بعبارۃ النص بنی الاسلام علی خمس کے مطابق کلمہ طیبہ نماز زکوٰۃ۔ حج۔ روزہ کی تخصیص بعبارۃ النص باسماء خاص مع نفی غیر ذرا قرآن مجید کی کسی آیت میں صراحتاً دکھلائیے پھر براہ کرم۔

کلمہ طیبہ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعبارۃ النص بلا قطع و برید آیات بیک مقام جس طرح پڑھا جاتا ہے قرآن مجید میں دکھلائیے۔

۲۔ پانچ نمازیں مع نام و اوقات بعبارۃ النص مع نفی غیر قرآن مجید میں دکھلائیے لفظ صلوات خمسہ مع اوقات اور اسماء کی قید یاد رہے۔

۳۔ زکوٰۃ مع قید چالیسواں حصہ قرآن مجید میں دکھلائیے اور احتمالات کی بھرمار سینئے۔

مگر روات سے مدد نہ لیجئے اور یہ پانچوں یہ اصول اسلام جو کہ اسلام کے لئے سنگِ بنیاد کا حکم رکھتے ہیں دکھلائیے۔

۴۔ تیس یا انتیس روزے یا پورا ماہ رمضان شریف بعبارۃ النص
مع نفی غیر قرآن مجید میں دکھلائیے۔

۵۔ حج بیت اللہ الحرام مع قید تاریخ حج و قیودات دیگر مع نفی
احتمالات غیر قرآن مجید میں دکھلائیے۔ اور احتمالات کی بھرمار سیئے۔
مگر روایات سے مدد نہ لیجئے۔ اگر آپ نے یہ اصول جو کہ اسلام
کے لئے سنگ بنیاد کا حکم رکھتے ہیں۔ دکھلائیے اور احتمالات غیر
کی نفی بھی بعبارۃ النص قرآن مجید سے کر دی تو ہم سمجھ لیں گے کہ
آپ نے پنجتن پاک کے اسماء کی تطہیر تخصیص اسما بعبارۃ النص قرآن
مجید سے طلب کر کے ہم کو ایک اصولی دلیل کے ساتھ عاجز کر دیا ہے
ورنہ آپ کو اپنی اس بڑ کی حقیقت سمجھ کر کچھ منفعل ہو جانا چاہیئے۔
اگر آپ کچھ آیات سے رابطہ لگا کر اصول اسلامی ثابت کرنے
کے لئے کوشش کریں گے تو ہم پنجتن پاک کے لئے کچھ؟ بنص قرآنی
قرآن مجید سے آیات پیش کریں گے۔ اصول استدلال وہی ہوگا۔ جو
آپ اختیار کریں گے۔ اگر آپ اصول اسلامی بھی قرآن کی عبارۃ النص
سے ثابت نہ کر سکے تو آپ کو پنجتن پاک کی تخصیص العبارۃ النص کا مطالبہ
خود سمجھ لینا چاہیئے کہ کس وزن کا ہے۔

میدان میں آیئے

اور اصول خمسہ اور صلوات خمسہ کی تخصیص اور تخصیص بعبارۃ النص قرآن مجید سے دکھلایئے اور ان کی تخصیص اور تخمیس کے خلاف قرآن مجید سے میں پنجتن پاک کی تخصیص ثابت کرنے کو تیار ہوں۔

والا فما جوابکم فھو جوابنا

تنبیہ :۔ قارئین کرام ! قریشی صاحب ہمارے پیش کردہ حوالجات اور دلائل کا جواب نہ دے سکے اور نہ قیامت تک دے سکیں گے ہم ان کے مسلمات میں ذکر پنجتن پاک تو بجائے خود تخصیص پنجتن پاک کے صریح الفاظ دکھا چکے ہیں۔

قریشی صاحب کے جوابات کی حقیقت

قریشی صاحب کے جوابات اور ہمارے دلائل صداقت اور الفاروق سامنے رکھ کر پڑھیئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ قریشی صاحب کس طرح بلا دلیل و سند عوام کو ترخانے جا رہے ہیں نہ کوئی آیت نہ حدیث۔ نہ حوالہ۔ نہ نقص اور نہ معارضہ۔ بس جواب ہو گیا۔ زبانی کلامی فلاں حدیث غلط فلاں میں لفظ زیادہ فلاں میں اختلاف، لہذا غلط

اگر ثبوت پوچھئے - معنی ندارد - اس قرآن مجید کی نص صریح بعبارۃ النص
در باب تطہیر خمسہ نجباء پوچھنے والے ملے ہم نے صرف یہ پوچھا تھا کہ
حضور ایک صحیح السند مرفوع متصل حدیث کسی معتبر تفسیر یا حدیث کی ایسی
کتاب سے پیش کیجئے جس میں حضور نے صاف صاف فرمایا ہو کہ یہ آیت
دراصل میرے ازواج کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے اور خمسہ نجباء بالتبع
شامل ہیں - معاملہ ختم ہو جائے مگر جناب کو حدیث مل نہ سکی بار بار وہی اقوال
اور احتمالات پیش کئے جا رہے ہیں جسکا جواب ہو چکا ہے - یہ ہے بعبارۃ
النص آیت پوچھنے والے کی حقیقت کہ خود تو ایک صحیح مرفوع متصل
حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے اور دوسروں سے آیات کا مطالبہ کر رہے ہیں
قول عکرمہ اور عبداللہ بن عباس پیش کرتے وقت یا تو قریشی صاحب
کو نظر نہیں آیا - یا فقدان دلائل اور مجبوری کی وجہ سے شرم جواب دے گئی
ہے ورنہ جس مضمون کا آپ جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں -
اخبار صداقت ۷ر جنوری ص۵ کے پورے صفحہ پر اس کا جواب موجود
ہے اور اس قول کی عدم صحت کے عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں لا یصح
عنہ کی نص اور اس کے معارض روایات موجود ہیں اگر قریشی صاحب
کو جواب نہیں سوجھا تو نہ دیں ہضم کر کے ڈکار کیوں نہیں لیتے ! اب
میں ذرا ان کے مضمون کی رکاکت آپ کو دکھلاتا ہوں -

لا علاج مریض کون ہے

جس کے دل میں بغض علی علیہ السلام کی بیماری ہے۔ سچ ہے۔ فی قلوبہم مرض لا یبغضك الا منافق میں نے تو سمجھا تھا کہ جھوک دایہ میں شکست اور غلام رسول خاں اور محمد خاں کی شیعیت اور مباہلہ کے اشتہار نے دماغ کچھ درست کر دیا ہوگا۔ مگر وہ لوگ شیعہ ہو گئے۔ لیکن یہ بزرگ الان کما کان

کشف حقیقت موضوع

اصل حقیقت قرآن حدیث اور اقوال سلف صالحین سے تطہیر کاملہ پنجتن پاک کی تخصیص کا ثابت کرنا تھا مگر قریشی صاحب گھبرا کر حدیث اور اقوال سلف کو تو چھوڑ ہی گئے۔ اور صرف قرآن مجید کا نام لے کر جان چھڑانے لگے۔ حالانکہ آیت مباہلہ اور آیت تطہیر کے مفہوم سے تطہیر پنجتن پاک ثابت ہے۔

چیلنج منظور ہے

اگر قریشی صاحب کو ذرہ بھر بھی میری نسبت عبارت میں اختلاف

ہو تو ابتدائی خط پڑھیں اگر خلاف اصل صرف کتاب اللہ پر انحصار کا اصرار ہو تو اصول خمسۂ اسلام اور ان کے تحصیصات صرف کتاب اللہ سے ثابت کرنے کے بعد ہم سے آیات کا مطالبہ برائے تطہیر پنجتن پاک کریں ورنہ وجہ ترجیح تبلائیں آیت تطہیر اور مباہلہ دونوں کو جمع کر کے تطہیر پنجتن پاک دیکھ لیں۔

ہمارا زاویہ نگاہ درباب تطہیر پنجتن پاک

ہم بارہا اعلان کر چکے ہیں۔ اور اب بھی پوری ذمہ داری سے اعلان باعث فخر سمجھتے ہیں۔ کہ ان نفوس طاہرہ یعنی محمدؐ است و علیؑ فاطمہؑ وحسینؑ وحسنؑ علیہم السلام کو ہم تطہیر کا مرتبہ پاک سمجھتے ہیں۔ اُن کے فضائل ومحاسن میں غیر کو ان کا ہم پلہ نہیں سمجھتے اور ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی دعوٰے ہے۔ کہ اگرچہ اور نفوس بھی پاک ہیں۔ مگر ان جیسے نہیں۔ جس کا پتہ یتطہر کم تطہیرا کے مفعول مطلق سے اور حدیث کساء کے متعدد طرق سے چلتا ہے۔ صرف انہی کا حصہ ہے۔ مگر سب دنیا کے پاک نفوس تطہیر میں ان سے کم ہیں۔

اگر مولوی دوست محمد صاحب قریشی تعصب کی پٹی اتار کر دیکھنے کی کوشش کریں تو ان کو ان کی خصوصیت نظر آجائے مگر سے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مولوی دوست محمد قریشی کی جہالت اور حماقت

جب ہم نے کتب اہل السنت میں تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور سلف صالحین کی زبانی پنجتن پاک کی نسبت تخصیص اور خاص کے لفظ پیش کر دیئے تو جاہلانہ طور پر خارجیوں اور چکڑالویوں کی طرح احادیث نبویہ کا انکار کر کے صرف قرآن کریم کی آڑ لینے لگے۔

اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ مولوی دوست محمد صاحب غلط مذہب کے وکیل ہیں اور غلط محدود مطالعہ کی وجہ سے حقائق سے بالکل کورے ہیں۔ ورنہ آپ کو پتہ چل جاتا کہ پیر سیالوی کا دعویٰ یہ نہیں جس پہ اڑے بیٹھے ہیں اور یہ بھی جان جاتے کہ میں کس دعویٰ کی تائید میں لکھ رہا ہوں۔ اور مجھے کس نوعیت کا جواب لکھنا چاہیئے۔

ہمارا مطالبہ در باب تطہیر کاملہ

یہ تھا کہ کسی ایک مرفوع متصل صحیح السند حدیث سے بلا تاویل و قیاس جو کسی حدیث یا تفسیر کی معتبر کتاب میں ہو۔ صرف یہ ثابت کر دیجئے کہ

حضور نے فرمایا کہ آیت تطہیر دراصل میرے ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے خمسہ نجبا بعد میں بالتبع شامل کئے جارہے ہیں۔ بس ہم تطہیر کاملہ تامہ میں ازادج النبی کو بھی شامل مان لیں گے اور اپنا دعوی بھی چھوڑ دیں گے۔

مگر جب قریشی صاحب کو ایسی کوئی حدیث نہ ملی تو لگے آئیں بائیں شائیں کرنے کہ فلاں رحم میں فلاں ہڈی میں۔ فلاں پوست میں اور فلاں اہل بیت میں داخل ہے اگر قریشی صاحب میں ذرہ بھی علمیت یا دیانت ہوتی۔ تو اولین فرصت میں ایک مرفوع حدیث بلا تاویل ایسی پیش کر دیتے کہ جس میں صراحتاً ذکر ہوتا کہ آیت تطہیر میرے ازواج کے متعلق نازل ہوئی ہے مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو عاجز ہوتے دیکھا تو اپنا اصل دعوی جو پیر سیالوی نے کیا تھا وہی چھوڑ کر صرف قرآن مجید کی بے محل اور خلاف اصول آڑ لینے لگے۔ ورنہ ثابت کریں۔ جب کہ اصول خمسۂ اسلام بھی قرآن مجید میں بعبارۃ النص معہ نفی غیر موجود نہیں۔ تو پنجتن پاک کی تخصیص صرف کتاب اللہ سے کس اصول پہ طلب فرمارہے ہیں

دو ٹوک فیصلہ اور بحث کا خاتمہ

قریشی صاحب کو مناسب تھا کہ وہ نہایت دیانت داری سے

اعلان کر دیتے کہ حدیث مرفوعا صحیح مکتب معتبرہ حدیث و تفسیر تو ایسی کوئی روایت نہیں ملتی۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ آیت تطہیر ازواج کے حق میں ہے مع نفی غیر اور خمسہ بجبار بعد شامل کئے گئے۔ تو وہ دو ٹوک فیصلہ ہو جاتا اور قریشی صاحب کی بے اصولی جہالت اور خارجیت بھی بے نقاب نہ ہوتی۔ اور وہابیت بھی نہ کھلتی۔

دوسرا طریقہ یہ تھا۔ کہ احادیث صحیحہ مرفوعا بکتب معتبرہ تو ایسی تصریح سے خالی ہیں۔ ہاں البتہ عکرمہ مقاتل وغیرہ مجروح لوگوں کے اقوال موجود ہیں وہ اگرچہ درجہ صحت تک نہیں پہنچتے اور خلاف قرآن و حدیث ہیں ان کی وجہ سے ازواج کو علی سبیل التشمولیت اہل بیت سکونت میں شامل سمجھ لیا جائے تو اور بات ہے۔ ہم کہہ دیتے کہ صحیح ہے نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔ اگر اس طرح کہہ دیتے تو قریشی صاحب کا دامن بجھ حقیر کے پنجہ سے تو چھوٹ سکتا تھا۔ مگر اپنی برادری میں بہت رسوائی ہوتی۔ اور منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔

پنجتن پاک کے علاوہ اور بھی بالاصل اہلبیت تطہیر ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ نزول آیت کے زمانہ میں پنجتن پاک کے علاوہ

اور کوئی آیت تطہیر میں شامل و داخل نہیں۔ بحث اہل بیت تطہیر میں ہی ہو رہی ہے۔ صرف لفظ اہل بیت میں نہیں۔ قریشی صاحب اب میدان چھوڑنا چاہتے ہیں۔ جتنے حوالے آپ نے پیش کئے ہیں۔ ایک جگہ بھی آئمہ تطہیر میں شمول یا نزول نہیں دکھلا سکے صرف لفظ اہل بیت نسب یا اہل بیت سکونت کا لفظ آپ کو فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ بلکہ لفظ اہلبیت تو مجازاً کتب اہل السنت میں بلی پر بھی آیا ہے۔

بلّی پر لفظ اہلبیت

عن عبد اللہ بن ابی قتادہ عن ابیہ وانہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول السنور من اہل البیت رواہ احمد — مسند احمد بن حنبل ص۲۰۳ جلد۵ مطبوعہ مصر

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ "میں نے رسولِ خدا سے سنا کہ بلی بھی اہلبیت میں سے ہے"
اگر مزید حوالہ درکار ہو۔ تو حنفیوں کی مشہور کتاب "کتاب الآثار" مصنفہ قاضی ابو یوسف صاحب ص۵۳ مطبوعہ مصر دیکھ لیجئے۔

عن ابی حنیفہ عن حماد عن ابراھیم انہٗ قال للباس لبسئور السنور انما ھی من اھل البیت۔

ترجمہ :۔ کہ حضرت ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد سے اور انہوں نے ابراہیم سے روایت کی ہے۔ کہ بلی کے جھوٹھا کا کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ بلی منجملہ اہل بیت کے ہے۔

کیوں قریشی صاحب! یہ بلی پر لفظ اہل بیت مجازاً ہے۔ یا حقیقتاً بلحاظ سکونت ہے تو آپ ایسے الفاظ مجاز یہ کی آڑ لے کر خمسہ نجباء کی تخصیص بتطہیر کاملہ تامہ کیسے باطل کر سکتے ہیں؟ اور اگر حقیقت ہے۔ تو آپ کا ازواج کے لئے لفظ اہل بیت بعض مقامات پر پیش کرنا چہ معنی دارد؟ ہماری بحث اہل بیت سے نہیں۔ ہماری بحث اہل بیت تطہیر اور اہل بیت شرف میں ہے۔ جن کو کہتے ہیں پنجتن پاک

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اہل بیت میں کسطرح شامل ہیں

قریشی صاحب نے ایک حوالہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کی نسبت حیات القلوب سے پیش کیا ہے کہ حضور پر نور نے ان کو اہلبیت کہہ کر سلام کیا ہے۔ اگرچہ وہ بھی آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ تطہیر کی آیت کے نزول یا شمول کا کوئی ذکر نہیں

اور بحث ہو رہی ہے پنجتن پاک کی تخصیص میں۔ مطلق اہل بیت میں نہیں مگر قریشی صاحب دلائل نہ ہونے کی وجہ سے ادھر ادھر ہاتھ مارتے جا رہے ہیں۔ اب دیکھتے جائیے ایک جگہ بھی آیت تطہیر میں بالاصل غیر کو شامل نہیں کر سکیں گے۔

رہا خدیجۃ الکبریٰ کا اہلبیت ہونا

سو بے شک ہم اس کے قائل ہیں۔ کیونکہ بی بی خدیجہ الکبریٰ صرف زوجہ رسول ہی نہیں۔ بلکہ ام المومنین اصل اہلبیت رسالت مآب ہے دیکھو قریشی صاحب کے مذہب کی مشہور کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد ۷۔

فی ذکر البیت معنیٰ اخر لان مرجع اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما ثبت فی تفسیر قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت قالت ام سلمۃ لما نزلت دعاء النبی فاطمہ وعلیا والحسن والحسین فجللہم بکساء فقال اللہم ھولاء اھل بیتی الحدیث اخرجہ الترمذی وغیرہ ومرجع اھل البیت ھولاء الی خدیجہ لان الحسنین من فاطمہ وفاطمۃ بنتھا وعلی نشاء فی بیت خدیجۃ وھو

صغیر ثم تزوج بنتها بعد فظهر رجوع اھل البیت النبوی الی خدیجہ دون غیرھا۔

ترجمہ:۔ کہ لفظ اہل بیت جو در شان سیدہ خدیجہ الکبریٰ بخاری شریف کی حدیث میں آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ بی بی خدیجہ الکبریٰ اہل البیت النبی کی اصل ہے اور مرجع ہے اور اہل بیت تطہیر وہ ہیں جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی جیسا کہ حضور نے اس کی تفسیر میں بی بی ام سلمہ کی روایت میں چادر اوڑھا کر ان کو اہل بیت فرمایا ان اہل بیت تطہیر کا مرجع بی بی خدیجہ الکبریٰ ہے کیونکہ حسنین سیدہ فاطمہ سے ہیں اور سیدہ فاطمہ جناب خدیجہ کی دختر نیک اختر ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے بیت خدیجہ الکبریٰ میں نشو ونما پائی صغر سنی کی حالت میں۔ پھر آپ کی دختر سے ان کی شادی ہوئی۔ پس ظاہر ہو گیا کہ اہل بیت نبوی کا رجوع اور اصل جناب خدیجہ الکبریٰ کی طرف ہے اس کے غیر کی طرف نہیں۔ یعنی اہل بیت تطہیر کی اصل صرف سیدہ خدیجہ ہیں۔ اس میں دیگر ازواج شامل نہیں۔

قریشی صاحب! اب سمجھ آیا کہ بی بی خدیجہ کس قسم کی اہلبیت ہے؟ اہل بیت شرف میں داخل ہے۔ یا سکونت میں۔ جن کی نسبت آپ کو شان ہیں ان کو یہ شرف حاصل ہے یا نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

لہٰذا قلم سے تردید کی ضرورت نہیں۔ اصل اہل بیت تطہیری خمسہ نجباء ہیں ان کے ساتھ جیسا کسی کا تعلق ہوگا۔ تو اہل نسب ہو جائے گا۔ ولادت کا ہوگا تو اہل ولادت ہو جائے گا۔ سکونت کا ہوگا۔ تو اہل بیت سکونت ہو جائے گا۔ مگر اہل بیت تطہیر پانچ ہیں۔ ذرا سمجھ کر بات کیجئے۔ خلط مبحث سے اب جان نہیں چھوٹے گی۔ خمسہ نجباء کے ساتھ آیت تطہیر میں غیر کا شمول تو دکھلائیے! مجاز کو حقیقت اور حقیقت کو مجاز سکونت کو صرف اور شرف کو سکونت کے مقام پر استعمال کر کے مغالطہ نہ دیجئے۔ روزی خدا دے گا۔ دیانت کا دیوالہ تو نہ نکالیئے ؎

شیخ جی دام خیانت جس قدر چاہے بچھائے
مدعا ثابت ہے اپنے عالم تقریر کا

ماریہ قبطیہ سلام اللہ علیہا کے واقعہ میں

مولوی دوست محمد کی جہالت اور خیانت

قریشی صاحب! جناب ماریہ قبطیہ کی بابت لکھتے ہیں کہ اہل تشیع نے

ان کی نسبت ایک غلط واقعہ مشہور کر دیا ہے۔ جس کو حیات القلوب میں سید باقر مجلسی نے ص۴۲۶ پر نقل کیا ہے۔

جہالت قریشی

اوّل آپ کی جہالت سنیئے پھر خیانت فرماتے ہیں کہ اہل تشیع نے ایک غلط واقعہ مشہور کر دیا ہے یعنی یہ واقعہ کتب اہل سنت میں موجود نہیں صرف اہل تشیع کی تصنیف اور افترا ہے۔ یہ ہے آپ کی اپنی کتب متداول مشہورہ سے جہالت ورنہ یہ واقعہ تو اہل السنت کی کتاب صحیح مسلم میں موجود ہے دیکھو۔

باب براۃ حرم النبی عن انس ان رجلا کان یتہم بام ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اذھب فاضرب عنقہ فاتاہ علی فاذا ھو فی رکی یتبرد فقال لہ علی اخرج فناولہ یدہ فاخرجہ فاذا ھو مجبوب لیس لہ ذکر فکف علی عنہ ثم اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لمجبوب ما لہ ذکر

باب حرم نبی کا بہتان عظیم سے بری ہونا

انس ابن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص ام ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ماریہ قبطیہ سے ۔ معاذ اللہ ایک شخص متہم کیا جاتا تھا ۔ پس حضورؐ نے
حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ جا اور اس کی گردن مار دے ۔ پس حضرت
علی علیہ السلام آئے تو وہ ایک جوہڑ میں غسل کر رہا تھا ۔ آپ نے اس کو فرمایا
نکل آ ۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر نکالا ۔ وہ جب نکلا ۔ مجبوب یعنی مقطوع الذکر
ثابت ہوا ۔ پس حضرت علی علیہ السلام اس کے قتل سے رک گئے اور حضورؐ کے
پاس آکر عرض کی کہ حضور یہ مجبوب ہے یعنی اس کے تو ذکر ہی نہیں ہے ۔

قریشی صاحب ! یہی واقعہ جو حیات القلوب میں شیعہ نے غلط لکھ
دیا ہے یا کوئی اور ہے اگر یہی ہے تو فرمایئے کہ آپ اپنی کتب سے جاہل ہیں ۔
یا نہیں ۔ اگر ہیں تو فرمایئے صرف بھیدک کو دہی رہ گئی ہے ۔ یا کوئی اور چیز بھی
پتہ ہے ! کہ باوجود صحیح واقعہ ہونے کے آپ کے علماء اسے
کیوں بیان نہیں کرتے تاکہ سورہ نور کی آیات افک کا صحیح حل نہ لوگوں کو معلوم
ہو جائے اور ام المومنین کی شان میں اتھی ہوئی آیات کا کوئی محل اور نہ ہو جائے
اب فرمایئے کہ اگر یہ واقع صحیح ہے اور ۔۔۔ ماضی
استمراری ہے اور استمرار تکرار کو چاہتا ہے ۔ زمانہ سابقہ میں تو فرمایئے
یہ کون نامراد لوگ تھے ۔ جو حرم رسول اللہ کو تہمت لگاتے تھے ۔ پھر قدا
یہ بھی سمجھا دیجئے کہ جس حرم رسول کی بریت اللہ تعالیٰ نے اس طرح

فرمائی کہ محسوس اور مشاہدہ کے طور پر بہتان عظیم لگانے کا ذب ثابت ہوئے اس بی بی غریب کی شان میں یا اس بہتان لگانے والوں کی سرزنش میں بھی کوئی آیت آئی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں۔ تو کیوں ؟ جب کہ یہ بی بی حرم رسول بھی ام ولد حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی ماں بھی تھی۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس پر جوش رحمت یا غضب نہ آیا ؟ اور وہ آیات اس کے شان میں کیوں نہ سمجھی جائیں کیوں کہ بعبارۃ النص ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ کا نام تو وہاں ہے نہیں۔ اور بہتان عظیم یہاں بھی موجود ہے حرم رسول پر سے برات بھی اور بہتان لگانے والوں کے منہ پر خاک بھی پڑ چکی ہے الخ

الغرض یہ صرف آپ کی جہالت دکھائی گئی ہے تاکہ لوگ نام نہاد فاتح مناظرہ جھوک دایہ کی کثرت مطالعہ کا اندازہ لگالیں جس کے برتے پر پاکستان میں اچھلتے کودتے پھرتے ہیں۔

اب خیانت سنیئے

حیات القلوب کی اصل عبارت تو یہ ہے کہ " بدیہا را زما اہل بیت دور گمنند۔ قریشی صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے اہلبیت سے برائیوں کو دور کرنا ہے۔ قریشی صاحب اگر " ازما اہل بیت " کی ترکیب نحوی کرکے

یہ ترجمہ صحیح کر دیں تو میں آپ کو انعام دوں گا۔ یا خود مان لیں گے۔ کہ آپ کو عربی سے قطع نظر فارسی بھی نہیں آتی یا بد دیانتی اور خیانت کر رہے ہیں۔ یہ تو فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھنے والے بھی جانتے ہیں کہ یہ ترجمہ از اہل بیت ما کا ہے۔ کیونکہ ترجمہ میں اہلبیت کو مضاف اور ما کو مضاف الیہ ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ از ما اہل بیت، منا اہل البیت کا ترجمہ جس کا مطلب یہ ہے علم اہل البیت سے اور قریشی صاحب ترجمہ کرتے ہیں ہمارے اہل بیت سے ہے

مبیں راہ از کجا است تا بہ کجا

عبارت کا مطلب صاف ہے کہ حضور نے اپنے آپ کو اہلبیت سے فرمایا اور ضمیر جمع سے اہل بیت تطہیر کی طرف اشارہ کیا۔ جن کو خداوند تعالیٰ نے عار اور ننگ اور اضافت بد سے محفوظ رکھا ورنہ اہل بیت شرف پہ عار لاحق ہو جاتی غلام اور کنیز کی تو بات کیا۔ کیونکہ وہ غلام ہے اور ام ولد جناب ماریہ کنیز ہے۔ دونو غیر معصوم اور غیر مطاہر ہیں۔ اگر معاذ اللہ یہ اتہام ثابت ہو جاتا تو اہل بیت شرف پر عار اور ننگ لاحق ہو جاتا۔ خداوند تعالیٰ نے حکمت عملی سے اس گھر کو ایسی عار سے محفوظ رکھا۔ یہاں حضرت ماریہ کی نسبت اہل بیت کا لفظ نہیں اگر ہے تو ام ولد ہے۔ حضور کے بچہ کی

ماں ہے۔ اہل مودت سے تعلق ہو کر داخل نسب ہو جائے گی

سلمان منا اہل بیت کا کیا مطلب ہے

قارئین۔ قریشی صاحب ہم سے آیت کا مطالبہ کرتے کرتے ایسے پھسلے ہیں کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا معمولی باتوں میں ہاتھ پاؤں بھر رہے ہیں۔ خلاف معقول اور منقول جا رہے ہیں۔ مثلاً کتب معتبرہ سے گر کر کتب غیر معتبرہ اور غیر مستند میں چلے گئے ہیں قرآن کا نام لینے والے اب کتب اربعہ کافی۔ استبصار تہذیب۔

من لا یحضرہ الفقیہ۔ صحیفہ سجادیہ نہج البلاغہ

زیارات متواترہ سے گذر کر حیات القلوب اور مجالس المومنین فارسی کی کتابیں جو علماء متاخرین نے بلا قید و شرط صحت لکھی ہیں۔ وہاں چلے گئے ہیں اور معقول کی حالت یہ ہے کہ حقیقت اور مجاز کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ اضافت میں ادنیٰ مناسبت کی خبر نہیں پڑتی حقائق پر نظر نہیں جو کچھ منہ میں آتا ہے بکتے جاتے ہیں۔ تائید میں شواہد دستیاب ہوں یا نہ۔ اس برتے پر فاتح جو کہنا ہو ہونے کا ڈھنڈورہ بھی ساتھ ساتھ پیٹتے جا رہے ہیں۔ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے امیر
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

سلمان فارسی بھی اہلبیت ہیں کی تحقیق

قریشی صاحب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ایک دو حوالے حیات القلوب اور مجالس المومنین سے نقل کر کے فرماتے ہیں

"افسوس کہ جو فارسی الاصل ہے۔ وہ شیعوں کے نزدیک اہلبیت سے اور جو ساتویں پشت سے حضور علیہ السلام کا نسبی حیثیت سے رشتہ دار ہے ان کو اہلبیت تو کیا شیعہ انہیں عزت کی نگاہ سے بھی دیکھنا گوارہ نہیں کرتے"

قریشی صاحب! اس میں شیعہ کا کیا قصور ہے یہ تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے کہ حضورؐ اہل بیت کے مخلص غلاموں کو بھی منا اھل البیت سے نواز دیتے ہیں۔ دیکھئے اپنی کتاب اکمال فی اسماء الرجال صاحب المشکوٰۃ ص۵۹۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی کہ حضور نے فرمایا سلمان ہم اہلبیت سے ہیں۔

اور آپ کے خلیفہ صاحب کو باوجودیکہ وہ قریشی صاحب بھی ہیں ساتویں پشت میں بھی شریک ہیں۔ سسر بھی ہیں اور حضرت ام المومنین عائشہ محبوبہ رسول خدا کے والد شریف بھی۔ لیکن پھر بھی اہلبیت سے نکال دیتے ہیں۔ اور نفی کر دیتے ہیں۔ کہ یہ اہلبیت نہیں اگر کوئی شبہ ہو تو اپنی کتب دیکھئے۔ مثال کے طور پر فی الحال صرف تفسیر ابن کثیر پہ نظر ڈالیے تاکہ

حقیقت نکھر کر سامنے آجائے کہ

حضرت ابوبکرؓ اہل بیت نہیں

عن زید بن یثیع قال نزلت براۃ فبعث رسول اللہ ابوبکر ثم ارسل علی فاخذھا فلما رجع ابوبکر قال نزل فی شیئ قال لا ولکن امرت ان بلغھا انا او رجل من اہل بیتی تفسیر ابن کثیر ص ۵۳ ج ۲

ترجمہ:- پس جب حضرت ابوبکر واپس آئے تو عرض کی کہ حضور میرے بارے میں کوئی خبر نازل ہوئی ہے۔ فرمایا نہیں صرف یہ حکم ہوا ہے کہ سورہ برأت کی تبلیغ یا میں خود جاکر کروں یا وہ مرد جاکر کرے جو میری اہلبیت سے ہو۔

لیجئے قریشی صاحب! اب تو صاف ہوگیا۔ کہ فارسی الاصل منا اہل البیت کا مصداق ہے مگر آپ کے خلیفہ صاحب نہیں۔ اب فرمائیے حقیقت اور مجاز کا فرق ہے کہ یہاں حقیقت کی نفی ہے؟ اور وہاں مجاز کا اثبات ہے یا انہ لیس من اھلک اور عمل غیر صالح کی حقیقت کار فرمایئے۔ جو ان سے۔ وہ آسان نظر آئے۔ اختیار کرلینا اگر آپ کے بزرگوں کے رہے سہے پول بھی نہ کھل گئے تو انکا پنجتن پاک کا مزہ کیسے آئے گا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

یہ راز کہ سلمان اہلبیت کے ساتھ کس طرح ملحق ہے۔ یا اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

سلمان منا اہل البیت کی تحقیق

بیشک سلمان منا اہل البیت کی حدیث صحیح اور مسلمہ فریقین ہے جیسا کہ آئمہ اہلبیت علیہم السلام فرماتے ہیں۔

فقال ابوجعفر مہ لا تقولو سلمان الفارسی ولکن قولو سلمان المحمدی ذالک رجل منا اھل البیت۔

(بحار الانوار باب فضائل سلمان جلد ۶)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس جب سلمان فارسی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسی نہ کہو بلکہ سلمان محمدی کہو وہ ایک مرد ہے ہم اہلبیت سے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ۔

سلمان منا اھل البیت الحکمۃ و یوتی البرھان۔ (بحار الانوار المذکورۃ)

کہ جناب رسالتمآب نے ایک حدیث طویل کے ضمن میں فرمایا کہ سلمان ہم اہلبیت سے ہے حکمت اور برہان دیا گیا ہے۔

بحارالانوار کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر الصادق نے فرمایا۔

ادرک سلمان العلم الاول والعلم الآخر وهو بحر لا ینزح وهو منا اهل البیت۔

ترجمہ:۔ سلمان نے علم اوّل اور آخر پایا اور وہ بحر بے پایاں ہے اور وہ ہم اہلبیت سے ہیں۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ علم اوّل سے مراد علم رسولؐ خدا اور علم آخر سے مراد علم علی علیہ السلام ہے۔

کتب اہل سنت

میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ روز جنگ خندق جبکہ مہاجرین نے کہا سلمان ہم سے ہوگا اور ہمارے ساتھ کام کرے گا اور انصار نے کہا ہم سے ہوگا تو حضور پر نور نے فرمایا کہ نہیں "سلمان منا اہل البیت" سلمان ہم اہلبیت سے ہوگا۔ دیکھئے مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۶۵۵۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں

کہ حضرت سلمان یا دیگر صحابہ یا نیک بندے جنکی نسبت ایسے الفاظ آئے

ہیں وہ حقیقتاً اہلبیت میں داخل ہیں ۔ بلکہ حقیقت اور مجاز الحاق اور اصل منسوب اور منسوب الیہ کا فرق ہے لفظ "منا" منیٰ کے مفہوم میں بحث ہے ورنہ اہل بیت وہی ہیں جن پر اہلبیت نسب، ولادت اور شرف کے ہر سہ مصادیق صادق آتے ہیں۔

چنانچہ اہلسنت کی مستند کتاب سنن کبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ حیدر آباد میں ہے کہ۔

کانہ جعل واثلۃ فی حکم الاھل تشبیھا بمن یستحق ھذا الاسم لا تحقیقا۔

ترجمہ:۔ کہ واثلہ کو جو حضور نے حکم اہلبیت میں داخل فرمایا ہے ۔ یہ اصلی اور حقیقی اہلبیت کے ساتھ بعض امور میں تشبیہ کی وجہ سے مجاز ہے حقیقت نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ صدر مبلغ تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد صاحب قریشی کی نہ اپنی کتب پر نظر ہے اور نہ ہی حقیقت و مجاز کا فرق یاد ہے ورنہ سلمان منا اھل البیت یا من صلح فھو منا اھل البیت میں غلطی نہ کھاتے۔ **دوم** ۔ اس لئے بھی سلمان منا اہل البیت کا مصداق ہے کہ سلمان حضور کا آزاد کردہ غلام ہے اور مولی القوم منہم مشہور ہے جیسا کہ اہلسنت کے مشہور بزرگ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد اوّل ص۱۹۷ میں فرماتے ہیں کہ فنحن سلمان الذین الحقہ باھل البیت ما اعطاہ النبی ص من اداء کتابتہ وفی ھذا فقہ عجیب فھو عتیقھم صلی اللہ علیہ وسلم ومولی القوم منھم۔ ترجمہ۔ یعنی سلمان کے ملحق باہل بیت ہونے کا راز یہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کا زر کتابت یعنی آزاد ہونے کا بدل خود عطا فرمایا تھا۔ بس وہ حضور کے آزاد کردہ غلام اور مولی القوم منھم کہ اس کی قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں شمار ہوتا ہے جس بطور فقہ بھی سلمان کا شمار باین لحاظ اہل بیت میں ہوگا۔

سوم۔ منی اور منا کا لفظ بعض اوقات تابعداروں کے حق میں استعمال ہوتا ہے جیسے فمن تبعہ کانہ منی کہ جس نے میری تابعداری کی وہ مجھ سے ہے یا فمن رغب عن سنتی فلیس منی کہ جس نے میری سنت سے منہ پھیرا۔ وہ مجھ سے نہیں۔ یعنی میرا تابعدار نہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ باقی صحابہ تو صرف میرے تابعدار ہیں مگر سلمان ہم سب اہل بیت کا تابعدار اور مخلص شیعہ ہے جیسا کہ

صادق آل محمدؐ کا ارشاد ہے۔

عن الفضل بن عیسی الھاشمی قال دخلت علی ابی

عبد اللہ انا وابی فقال امن قول رسول اللہ سلمان رجل منا اھل البیت فقال نعم فقال ای من ولد عبد المطلب فقال منا اھل البیت فقال لہ ای من ولد ابی طالب فقال منا اھل البیت فقال لہ انی لا اعرفہ فقال فاعرفہ یا عیسی فانہ منا اھل البیت ثم اومأ بیدہ الی صدرہ ثم قال لیس حیث تذھب ان اللہ خلق طینتنا من علیین وخلق طینۃ عدونا من سجین وخلق طینۃ شیعتنا من دون ذالک وھم منھم وسلمان خیر من لقمان۔

ترجمہ: فضل بن عیسٰی ہاشمی سے روایت ہے کہ میں جناب صادق آلِ محمد علیہم السلام سے سوال کیا کہ کیا یہ قول حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ سلمان منا اہلبیت؟ آپ نے فرمایا ہاں! یہ قول صحیح ہے۔ میں نے عرض کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلمان اولاد عبد المطلب سے ہے؟ فرمایا نہیں ہم اہلبیت سے ہے میں نے پھر عرض کی کہ وہ اولاد ابو طالب سے ہے؟ فرمایا نہیں وہ ہم اہل بیت سے ہے میں نے عرض کی حضور! میں اسکا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ فرمایا اے عیسٰی! اچھی طرح سمجھ لے پس تحقیق وہ ہم اہلبیت سے ہے۔ پھر آپ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا جہاں تیرا خیال جا رہا ہے۔ وہ بات نہیں بلکہ مطلب یہ ہے

کہ ہماری طینت کو علیین سے پیدا کیا اور ہمارے شیعہ کی طینت کو اس سے نچلے درجہ کی طینت سے پیدا کیا پس وہ شیعہ ہم سے ہیں۔ شیعہ ہم سے متصل ہیں بلحاظ طینت یعنی ہمارے تابعدار ہیں اور ہمارے دشمنوں کی طینت کو سجین سے پیدا کیا۔ اور ان کے تابعداروں کی طینت کو اس سے نچلے طبقہ سے پیدا کیا۔ لہذا وہ ان سے ہیں اور ہمارے شیعہ ہم سے ہیں۔ درسلمان لقمان سے بہتر ہے۔

یہی حدیث حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۷۹۸ ترجمہ فارسی میں بھی موجود ہے مطلب یہ ہوا کہ سلمان ہم اہلبیت کا حقیقی معنوں میں تابعدار ہے۔

چہلم:۔ عندالعارفین یہ پاک لوگ کثرت اتباع کی وجہ سے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول اور فناء فی حب آل محمد علیہم السلام ہو کر اھل اللہ، اھل الرسول اور منا اھلبیت کا خطاب پا چکے ہیں ورنہ حقیقت میں نہ اللہ ہیں نہ رسولؐ اور نہ ہی اہل بیت صرف نسبت اور اضافت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں اھل القرآن اھل اللہ وخاصتہ رواہ الترمذی کہ اہل قرآن اہل اللہ ہیں یعنی اللہ کے خاص ہیں۔ یعنی اللہ کی طرف ان کی نسبت اور اضافت پختہ ہوگی۔ چنانچہ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۱۹۶ میں فرماتے ہیں۔

واذان لاینضاف الیہم الامطہر مقدس وخصلتہ لہ العنایۃ الالہیۃ بمجرد الاضافۃ فما الملائک باہل البیت فی نفوسہم فہم المطہرون بل ہم عین الطہارۃ ۴۷

یعنی کہ سلمان منا اہل البیت کہنے کی یہ وجہ ہے کہ پاکوں کیطرف منسوب بھی پاک ہی ہو سکتا ہے لہذا سلمان منسوب با اہل بیت ہوا تو عنایت الہیہ صرف نسبت کی وجہ سے سلمان کے حال پر متوجہ ہو گئی۔ اب آپ غور کیجئے کہ صرف نسبت کا یہ عالم ہے تو اہلبیت تطہیر بذاتِ خود کتنے پاک ہوں گے۔ پاک کیا؟ وہ تو عین طہارت ہوں گے۔

یہ ہے حقیقت

سلمان منا اھل البیت کی جس سے صدر مبلغ تنظیم اہل سنت جناب قریشی صاحب مغالطے رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے پاس نہ حقائق ہیں اور نہ ہی یہ مطالعہ کرتے ہیں ان کا کام صرف مغالطہ دہی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

ختم شد